گلستانِ حمد و نعت و منقبت

غوث محمد

سید مظفر الدین خان صاحب حیدرآبادی

سلسلۂ مطبوعات ادارہ ادبیات اُردو نمبر ۳۲۳

گُلستانِ

حمد و نعت و منقبت

مجموعۂ کلام

سید مظفر الدین خاں
صاحب حیدر آبادی

سلسلہ مطبوعات ادارۂ ادبیات اُردو نمبر ۳۲۳

نام کتاب : گلستانِ حمد و نعت و منقبت
مطبع : اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار
بارِ اوّل تعداد :
کاتب : عبدالحی زاہد
ٹائٹل : غوث محمد آرٹسٹ
بلاکس : فیمس بلاکس عقب شہران ہوٹل کوچہ نسیم منڈی میر عالم
طباعت : جون ۱۹۸۳ء
قیمت فی جلد : پندرہ روپے سکۂ ہند
ناشر : ادارۂ ادبیات اُردو پنجہ گٹہ حیدر آباد۔

ملنے کے پتے : مکان مصنف ۷۵-۲-۲۳ مغل پورہ۔ ۲۔ ادارۂ ادبیات اردو (۳) اردو گھر مغلپورہ (۴) اعجاز پریس چھتہ بازار

فہرست مضامین کتاب

انتساب

محترم جناب الحاج مرزا شکور بیگ صاحب مرزا

کے نام ——————

رُباعی

پھولوں کی مہک شہد کی لذت بس ہے
لبریز لطافت سے مری نس نس ہے
یارب مرے اشعار میں رنگینی دے
جیسے بدنِ تاک میں مئے کی رس ہے

صاحبؔ

تشکّر

سب سے پہلے میں خداوندِ تعالیٰ کا شُکر ادا کرتا ہوں جس نے اپنے کرمِ خاص سے اس کتاب کے لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

جناب الحاج سیّد ہاشم علی اختر صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کو ادارہ ادبیات اُردو کی مطبوعات میں شامل کر کے اُس پر ایک طائرانہ نظر ڈالی۔

جناب مصطفےٰ علی صاحب علوی کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے پیلی کاپی دیکھی اور تصحیح فرمائی۔

میرے ہمدرس جناب علیؔ احمد صاحب جلیلی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے میرے کلام کا انتخاب فرمایا اور جہاں کہیں ضرورت سمجھی اس کو درست بھی فرمادیا۔

جناب بشیرؔ وارثی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنھوں نے طباعت اور جلد بندی کرانے میں اپنا قیمتی وقت صرف کیا۔

آخر میں الحاج جناب خواجہ معین الدین صاحب بزمیؔ فدائیؔ کا شکریہ اُن کے مرحمت کردہ قطعہ تاریخ طباعت

کتاب کے لئے ادا کرتا ہوں۔

یا الٰہی پھولتا پھلتا رہے
گلستانِ حمد و نعت و منقبت

صاحبؔ

عرضِ حال

از

مُصنّفؒ

کیا سعادت مل گئی ہے نعت گوئی کے طفیل
ہم بھی اس زمرے میں ہیں جس میں کہ حسانِ رسولؐ

یکایک میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حمد و نعت و منقبت پر مشتمل اپنے کلام کا ایک علحٰدہ مجموعہ شائع کرنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے رباعیات اور قطعات کو چھوڑ کر جس قدر بھی کلام اب تک لکھا تھا اکٹھا کر لیا جسے گلستانِ حمد و نعت و منقبت کے نام سے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اس کام کی ابتداء ماہ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ میں کی جو سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باکرامت کا مہینہ ہے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح خود

خالقِ کائنات نے اپنے کلام پاک میں فرمائی۔ کسی کا شعر ہے۔

کیا مرا منہ ہے مری مدح نگاری کیا چیز
جب خدا خود ہے ثنا خوانِ رسولِ عربی

اس کے بعد خلفائے راشدین نے سرکار کی مدح فرمائی ہے۔
صریر خامہ کا نعت نمبر جناب ڈاکٹر حمایت علی شاعر شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی (پاکستان) سے ۱۳۹۶ھ میں شائع کیا ہے اس رسالہ میں ڈاکٹر ابو الفیض، محمد صغیر الدین صاحب کا مضمون "صحابہ کرامؓ کی نعت گوئی" سے مفید معلومات بہم پہنچتی ہیں۔

ڈاکٹر حمایت علی شاعر نے اپنے تحقیقی مقالے میں حضرت خواجہ سید محمد الحسینی گیسو دراز بندہ نوازؒ کی نعت کو اُردو زبان کی پہلی نعت قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت معز کا زمانہ ۷۲۱ھ لغایتہ ۸۲۵ھ کا ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز کبھی کبھی اشعار بھی لکھا کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت قدس سرہٗ کا نمونۂ کلام بھی صریر خامہ میں پیش کیا ہے۔ حمایت علی شاعر نے خواجہ بندہ نوازؒ سے لے کر ماہر القادری ۱۹۷۸ء تک کے نعت گو شعراء کا انتخاب کلام پیش کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ فہرست مکمل ہے اور نہ مختتم۔ سارے نعت گو شعراء اور ان کے کلام کا احاطہ کرنا اور جائزہ لینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ مسرت کا مقام ہے

کہ پاکستان میں اس پر تحقیقی کام ہو رہا ہے۔

حمد، نعت اور منقبت شاعری کی ہر صنف میں پائے جاتے ہیں۔ رباعی قطعہ۔ قصیدہ وغیرہ۔ مگر زیادہ کلام غزل کے فارم میں ملتا ہے۔ چنانچہ "گلستان حمد و نعت و منقبت" غزل ہی کے فارم میں ہے۔ نعت گو شعرا میں اپنی حیثیت اس بڑھیا کی سی پاتا ہوں جو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لئے سوت کے دو چار بنڈے لے کر چلی تھی یا یوں سمجھئے کہ جیسے غالب نے کہا تھا "یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے"۔

خداوند تعالیٰ کا بے پایاں کرم ہے کہ اس نے مجھے نعت گوئی کی توفیق عطا فرمائی جس کو میں اپنی نجات کا وسیلہ سمجھتا ہوں۔ میرے عزیز یا احباب میں جو بھی حج کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا کچھ نعتیہ کلام دیتا اور درخواست کرتا کہ اس کو سرکار دو جہاں کے روضۂ اطہر پر پڑھ کر سنا دیا کریں۔ چنانچہ ان حضرات کا مجھ پر احسان ہے کہ میری اس استدعا کو قبول کر کے عمل کیا اور واپسی پر مجھے کہا کہ میری خواہش کی تکمیل کر دی تھی۔ میرے کرم فرما الحاج مرزا اشکور بیگ صاحب مرزا جو ہر سال مدینہ منورہ کی حاضری سے مشرف ہوتے ہیں۔ مجھ پر ہمیشہ ہی یہ کرم کیا۔ اگر وہ مدینہ

منورہ میں ہوتے اور میں نے اس وقت کوئی نئی نعت کہتا تو ذریعہ مکتوب انہی کی خدمت میں بھجوا دیتا اور وہ جواباً خط کے ذریعے مجھے اطلاع کرتے کہ آپ کی نعت شریف بارگاہِ رسالت میں پڑھ کر سنادی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے۔

خدا کرے مری ہر نعتیہ غزل صاحبؔ
قبولِ خاطرِ خیرالانام ہو جائے

صاحبؔ حیدرآبادی

منغلپورہ نزد اردو گھر
مکان نمبر ۵۔۷۔۲۔۲۳
المرقوم ۷، ارذیع المنورِ ۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلستانِ حمد و نعت و منقبت پر ایک طائرانہ نظر

از سید ہاشم علی اختر صاحب آئی اے ایس ریٹائرڈ
وائس چانسلر عثمانیہ یونیورسٹی و معتمدِ اعزازی ادارۂ ادبیات
اُردو پنجہ گٹہ حیدر آباد۔

۱۹۳۹-۴۰ کی بات ہے جبکہ صاحب حیدر آبادی اور میں جامعہ عثمانیہ میں زیر تعلیم تھے اور نمبر ری ہاسٹل میں مقیم تھے۔ منظفر صاحب ایک اوسط درجہ کے طالبِ علم لیکن بذلہ سنج اور باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے۔ اس زمانے میں مجھے اُن کی تخلیقی صلاحیتوں کا کوئی علم نہ تھا۔ آج سے شاید بارہ پندرہ سال قبل جب اُن کا یہ وصف مجھ پر کھُلا تو حیرت بھی ہوئی اور مسرت بھی۔ صاحب حیدر آبادی نے رباعی گوئی میں ایک اونچا

مقام حاصل کر لیا ہے۔ اب تو وہ ارباب علم و ادب میں ایک ممتاز رباعی گو شاعر کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ صاحب مشکل پسند واقع ہوئے ہیں۔ رباعی کے علاوہ، وہ دیگر اصنافِ سخن مثلاً حمد و نعت، غزل اور تاریخ گوئی میں بھی طبع آزمائی کرتے ہیں اور ہر جگہ اُن کی مشکل پسندی نمایاں رہتی ہے۔ صاحب کے اب تک چار شعری مجموعے اور ایک تحقیقی تالیف کتابی شکل میں چھپ کر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جس طرح رباعی گوئی ہر شاعر کے بس کی بات نہیں۔ نعت گوئی بھی ہر شاعر کا مقدر نہیں ہوتی۔ لاکھوں شعراء میں بہت کم شعراء ملیں گے جو نعت بھی کہتے ہوں اور ایسے شعراء جنھوں نے نعتیہ دیوان مرتب کر کے شائع کیا ہو کم از کم آج کے زمانے میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس اعتبار سے صاحب لائق تحسین ہیں کہ ان کا ایک نعتیہ دیوان طبع ہو رہا ہے۔ کسی کتاب کے اچھی ہونے کے معیارات میں سے ایک معیار یہ بھی ہے کہ شروع کرنے کے بعد پڑھنے والے کے ہاتھ سے اختتام تک نہ چھوٹے اور جب ختم ہو جائے تو حسرت ہو کہ اس قدر جلد کیوں ختم ہو گئی۔ عدیم الفرصتی کے باعث میں اس کتاب کے تمام و کمال مطالعے سے محروم رہا۔ ورق گردانی کر کے یہاں وہاں سے

جو کچھ مطالعہ کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ صاحب ڈوب کر شعر کہتے ہیں۔ کیونکہ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ صاحب کو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے بے پناہ عقیدت اور محبت ہے جو اُن کے اشعار میں جا بجا جھلکتی ہے۔

اس شعر میں ان کی دلی تڑپ صاف ظاہر ہے

دُور تک راہ میں طیبہ کی بچھا جاتا ہوں
جو بھی جاتا ہے سلام سے اُس سے کہلواتا ہوں

مثلاً یہ شعر:

جمالِ روئے رسالتماب دیکھا ہے
زمیں نے ایک الگ آفتاب دیکھا ہے

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو بہترین اشعار ضرب المثل کے طور پر زبان زدِ خاص و عام ہیں ان میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

صاحب کی دلی آرزو ہے کہ مدینۂ منورہ کی ارضِ مقدس میں اُن کا مدفن ہو جس کا اظہار ان کے اشعار میں جا بجا ملے گا کہتے ہیں۔

اُٹھوں تو حشر میں طیبہ کی خاک سے اٹھوں
رہوں تو بن کے رہوں نقشِ پا مدینے میں

دو گز زمیں عطا ہو مدینے میں یا نبیؐ
صدقہ جنابِ فاطمہؓ زہرا بتولؓ کا

ذیل کے اشعار میں اُن کی دلی تڑپ اور اضطراب نمایاں ہے۔

ہجر کے جینے سے عاجز ہوئے بیزار آئے
نخلِ اُمید میں کب بارِ الٰہ بار آئے

ہجر کی موت میں جیتا رہے کب تک صاحبؔ
آپؐ کے در پہ کبھی آپ کا بیمار آئے

ہر سانس کا مدار ہے اب اشک و آہ پر
سرکارؐ اک نظر مرے حالِ تباہ پر

جلتا رہا ہوں آتشِ ہجرانِ شاہ میں
راہیں تمام بند ہیں مجھ پر عذاب کی

روشن دلیلِ صبح کرن آفتاب کی
سیرت سے ہم کو مل گئی صورت کتاب کی

رمز ہے مثلِ بشر اے دل نہ دھوکا ہو کہیں
عقل کو کیا دخل اس میں کام کیا ادراک کا

نعتِ سرورِ کونین میں صاحب کے اشہبِ قلم نے بڑی جولانیاں دکھلائی ہیں۔ چنانچہ وہ خود اس بات کو محسوس کرکے ایک جگہ کہتے ہیں۔

نعتِ نبیؐ میں میری روانی کو دیکھ کر
رک رک گئی ہے نبض بھی دریا کے آب کی

ساتھ ہی نعتِ نبیؐ میں اپنے قلم کو سرنگوں پاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ۔

ع:۔ یہ ہے اظہارِ حقیقت خامہ فرسائی نہیں

صاحب ایک راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہیں۔ آپ سارے بزرگانِ دین کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ گلستان حمد و نعت و منقبت میں خلفائے راشدین کی مدح کرتے ہیں۔ آپ کو خصوصیت کے ساتھ حضرت سیدنا غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس سے بیحد عقیدت رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں۔

نوا سنجِ چمن زارِ محی الدین ہوں میں بھی
زباں پر میری جاری ہے ترانہ غوثِ اعظمؓ کا

ہے کوئی قطب کوئی ولی۔ میں گدائے دَر
کیا کیا نہ نعمتیں ہیں ترے انتساب کی

کتنے گلوں کا رنگ ولایت کا آفتاب
ہے عطرِ گل میں ایک جھلک بوتراب کی

مندرجہ بالا شعر میں معنی آفرینی قابلِ داد ہے۔

شفیع روزِ محشر پر یقینِ کامل رکھتے ہیں۔ اور سرکار کی ذات والا کو اپنی نجات کا وسیلہ جانتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

حشر میں ہاتھ گنہ گاروں کے بڑھتے بڑھتے
دامنِ احمدِ مختارؐ تک آ پہنچے ہیں

اس شعر میں تلمیح دعوتِ فکر و نظر دیتی ہے۔

ہر پرندہ چل پڑا سن کر ربیعہ کا گھلہ!
یہ ہے اک ادنیٰ مقام زیرِ دستانِ رسول

عرفانِ رسولؐ کے تعلق سے یہ اشعار:

رب ہی جانے مرتبہ اپنے رسولِ پاکؐ کا
چشمِ ظاہر میں ہماری۔ ہم ہیں تودہ خاک کا
ان کے صدقے میں ہے صاحبؔ، دل مرا قندیلِ نور
ورنہ کیا میری حقیقت میں ہوں پتلا خاک کا

مجھے بیعت ہے اپنے شیخ سے اُن کے گھرانے میں
مری قسمت میں بھی آیا خزانہ غوث اعظمؓ کا

صاحب کو حضرت سید محمدؐ ابو نصر صاحب قادری الحموی سے بیعت حاصل ہے۔ جن پر یہ دل و جان سے فدا نظر آتے ہیں۔ حضرت ممدوح ۔۴ سال تک حیدرآباد میں مقیم رہ کر پاکستان منتقل ہو گئے۔ اپنے پیر و مرشد کی جدائی پر صاحب کے دلی جذبات اس شعر سے صاف ظاہر ہیں۔

یہ سُنا تھا جسم و جاں سا ہے دلوں کا بھی تعلق
تو ہوئے تم جدا جو مجھ سے مجھے موت کیوں نہ آئی

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ صاحب حیدرآبادی کو غیر معمولی صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا ہے ان کا سارا کلام عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔

گلستانِ حمد و نعت و منقبت صاحب حیدرآبادی کی چھٹی پیشکش ہے جو سلسلۂ مطبوعاتِ ادارہ ادبیاتِ اُردو کے ۳۲۳ ویں نمبر پر شائع کی جا رہی ہے۔ اس مجموعۂ کلام کو اُردو ادب میں ایک قابلِ قدر اضافہ سمجھتی ہوں اور دُعا کرتی ہوں کہ اللہ جل شانہٗ اس کو قبولِ عام کی سند عطا فرمائیں۔

ہاشم علی اختر
معتمدِ اعزازی ادارۂ ادبیاتِ اُردو

والس چانسلرس لاج
عثمانیہ یونیورسٹی کیمپس

سُن اے صبح بہاراں کرنے والے
بیاباں کو گلستاں کرنے والے

مرے گھر میں شبستاں ہی شبستاں
جہاں بھر میں چراغاں کرنے والے

خطائیں بخش دینا میری ساری
نمک سے مجھ کو انساں کرنے والے

نہ دی آسودگیٔ خاکِ طیبہ
ہزاروں پر یہ احساں کرنے والے

کبھی سوچا بھی سر آشفتگاں کا
سرِ زُلفِ پریشاں کرنے والے

مری درماندگی پر بھی نظر کر
گدا کو شاہِ دوراں کرنے والے

مری مشکل ہی کیا مشکل نہیں ہے
ہر اک مشکل کو آساں کرنے والے

مرا سب حال کیا روشن نہیں ہے
ارے او عہد و پیماں کرنے والے

مرے آنسو کو کر انمول موتی
صدف میں دُرِ غلطاں کرنے والے

منور کر دے دل کا گوشہ گوشہ
مہ و انجم درخشاں کرنے والے

مجھے اذنِ سفر طیبہ کا دینا
اجل کو میری درباں کرنے والے

وہیں لے چل اُسی جنت میں لے چل
سفر کا میرے ساماں کرنے والے

وہیں کر خاتمہ بالخیر میرا
عطا تختِ سلیماں کرنے والے

مہکتا باغِ جنت کی فضا ہے
خود اپنی سانس ہی مشکل کشا ہے
وہی محبوب محبوبِ خدا ہے
یہ دل سو جان سے جس پہ فدا ہے
الٰہی دل ہمارا کبھی جلتا ہے
جلا نہ ہے طور تو روشن ہوا ہے
یہاں اپنا بھی کب اپنا ہوا ہے
نہیں جس کا کوئی اُس کا خدا ہے
کوئی بیخود ہے سجدے میں پڑا ہے
کوئی مبہوت سا دَر پر کھڑا ہے
لرز جاتا ہے دل کیوں کانپتا ہے
نظر کو کس نظر کا سامنا ہے
ابھی نظارہ ہے بیرونِ دَر کا
درونِ خانہ بھی تو دیکھنا ہے
الٰہی نعمتیں دارین کی دے
یہی ہر دم مرے لب پر دُعا ہے
شفاعت عام ہوگی عاصیوں کی
محمد مصطفےٰ کا دَر کھُلا ہے

بشارت خلد کی ایماں کی دولت
یہ اُن کی دین وہ اُن کی عطا ہے
اُسے کیا چاہیئے پھر دو جہاں میں
میسّر جس کو تیرا آسرا ہے
وہ جو چوکھٹ پر تری سر رکھ کے بیٹھے
جسے تقدیر سے اپنی گِلا ہے
اُسی کی جستجو لائی یہاں تک
سُنا تھا دِل سے دِل کا راستہ ہے
جُدا کیجے نہ ہم کو اپنے دَر سے
مزہ سجدوں میں اب آنے لگا ہے
یہاں مقبول ہوتی ہیں دُعائیں
جسے دیکھو وہ مصروفِ دُعا ہے
کوئی بدمستِ صہبائے محبّت
کوئی عصیاں کے ڈر سے کانپتا ہے
غلافِ کعبہ پر ہر ایک آنسو
دُرِ یکتا ہے لعلِ بے بہا ہے
درِ کعبہ بظاہر بند رہ کر
ہر اک عاصی پہ دیکھو جب کھُلا ہے

تے قربان جاؤں سنگِ اسود
مقدر کو مرے چمکا دیا ہے
"جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے"
تھوڑی ہی سے دم گھٹنے لگا ہے
لگا ہے اے مسیحا سے زمانہ
مرا زخمِ جگر اب تک ہرا ہے
میسر گر نہیں ہے قرب تیرا
تو پھر جینا مرا کس کام کا ہے
جدائی کے جہنم میں نہ ڈلوا
تجھے کچھ بھی اگر پاسِ وفا ہے
یہی صاحب کی منت ہو خدایا
ترا در ہے دیارِ مصطفیٰ ہے

بلند اس کے سوا کیا کوئی مقام بھی ہے
خدا کا نام جہاں ہے تمہارا نام بھی ہے

مجاہدوں کے لئے لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُو
سپر بھی ہے وہی شمشیرِ بے نیام ہے

ہوا جو خونِ جگر ڈبڈبا گئیں آنکھیں
بہ پیالہ پُر ہے چھلکنے کو میرا جام بھی ہے

فنا، بقا سے کبھی مختلف نہیں میری
جو مٹ گیا ہوں تو حاصل مجھے دوام بھی ہے

مرادِ دل کی بَر آئے تو بات ہے مولا
سلامِ شوق مرا تشنۂ پیام بھی ہے

تمہارا اسمِ گرامی محمدِ عربی
یہ لطفِ خاص خدا کا ہے اذنِ عام بھی ہے

پکار کر انہیں بے ساختہ خجل ہوں میں
کہ ایک نام محبت کا احترام بھی ہے

حضوری درِ اقدس کے بعد کیوں اے دل
بہت اداس بھی ہے اور شاد کام بھی ہے

بشر کے واسطے حدِ عروج ہے معراج
زمانے بھر میں کوئی ایک ایسی شام بھی ہے

حضورؐ ایک نظر اس طرف بھی صاحبؔ پر
امیدوارِ کرم آپ کا غلام بھی ہے

ربطِ محکم جو تری ذات سے ہم رکھتے ہیں
اپنی ہر سانس میں شمشیر کا دم رکھتے ہیں

چشمِ اغیار میں اُمت کا بھرم رکھتے ہیں
آب دآتش کو جو سینے میں بہم رکھتے ہیں

اپنی پلکوں پہ بھی وہ شعلۂ نم رکھتے ہیں
سجدہ ریزانِ درِ پاکِ نبیؐ ہیں ہم لوگ

اپنی گردن میں جو تلوار کا خم رکھتے ہیں
اپنی اُمت ہی کے غم خوار نہیں ہیں سرکار!

ساری مخلوق کا غم شاہِ اُمم رکھتے ہیں
فرش ہو جاتی ہیں سب حور و ملک کی آنکھیں

جب بھی دیوانے ترے در پہ قدم رکھتے ہیں

قید سے فکرِ دوعالم کی رہیں گے آزاد!
کس کے دیوانے ہیں کس بات کا غم رکھتے ہیں

سیرتِ پاکِ نبیؐ میں ہے شبیہِ قرآں
ہم تو قبضے میں یہی تیغ دو دم رکھتے ہیں

دیکھ لیتے ہیں جو اک بار جھلک روضے کی
وہ کہاں پھر خلشِ باغِ اِرم رکھتے ہیں

آپ کے ذکر سے ہے قلب کی دُنیا روشن
ہم بھی اک جام بہ اندازۂ جم رکھتے ہیں

ہو چکے گرچہ مشرف بہ زیارت صاحبؔ
دِل میں دائم کششِ کافِ کرم رکھتے ہیں

محمدی ہوں محمد پہ مرنے والا ہوں
ہزار جان فدا اُن پہ کرنے والا ہوں

ہوں مستِ جامِ مئے عشقِ سیدِ کونین
اسی میں ڈوب کے اِس میں اُبھرنے والا ہوں

بنا رہا ہوں انہیں کو نوشتۂ تقدیر
کہ جن نقوشِ قدم سے سنوارنے والا ہوں

مرے خمیر میں طیبہ کی خاک شامل ہے
اسی میں مِل کے اسی میں بکھرنے والا ہوں

قریبِ مرگ ہوں صاحبؔ یقین کامل ہے
کہ اُن کے سامنے جی سے گزرنے والا ہوں

جہاں کی تیرگی [illegible]ی حسیں معلوم ہوتی ہے
جبینِ ننگِ سجدہ مہ جبیں معلوم ہوتی ہے

جہاں اشکِ ندامت آپ کے بارانِ رحمت ہیں
وہیں آقا کی میرے سرزمیں معلوم ہوتی ہے

گنوا دی عمر ساری در پہ پہونچے ہیں تو کہتے ہیں
یہیں پر مطمئن جانِ حزیں معلوم ہوتی ہے

ہوا کھانے دے کچھ دن اور آب و خواب رہنے دے
ہمیں یہ سرزمیں خلدِ بریں معلوم ہوتی ہے

کہیں ایسا نہ ہو ڈس لے مجھے یارب دہائی ہے
شبِ ہجراں جو مارِ آستیں معلوم ہوتی ہے

پڑھی ہے فاتحہ یوں خفتگانِ خاکِ طیبہ پر
کہ اپنی قبر بھی جیسے کہیں معلوم ہوتی ہے

ملی ہے جب سے صاحبؔ انکے در کی خاک چہرے پر
مری مکروہ صورت بھی حسیں معلوم ہوتی ہے

دلِ وحشی کی تسکیں ہو گئی ایسا مقام آیا
محمدؐ آپ کا جب بھی زباں پہ میری نام آیا

وہ حاصل ہیں مگر پھر بھی سکونِ دل نہیں حاصل
جنونِ عشق میں ایسا بھی ہم پہ اک مقام آیا

محمدؐ میرے مولا ہیں محمدؐ میرے ملجا ہیں
یہی اک اسمِ اعظم دو جہاں میں میرے کام آیا

بجھا دو تشنگی سیراب کر دو یا رسولؐ اللہ
سگِ درگاہ والا کب سے در پہ تشنہ کام آیا

حسینؑ ابنِ علیؑ کا واسطہ اے ساقیٔ کوثر
لبوں پر جان آئی ہے مگر لب تک نہ جام آیا

شبیہہ روئے انور روحِ دل پہ نقش ہو جاتے
سرِ شوریدہ لے کر بس یہی سودائے خام آیا!

کہیں ایسا نہ ہو مارے خوشی کے دم نکل جائے
محمدؐ مصطفےٰ کے ارضِ اقدس کا سلام آیا

چلو، صاحب چلیں، چل کر قدا قدموں پہ ہو جائیں
پیام آیا کہ وہ ماہِ عرب بالائے نام آیا!

بے سہارا ہوں کوئی یار و مددگار نہیں
آسرا میرا بجز احمدِ مختار نہیں

دل ہی بے سود ہے گر آہ شرر بار نہیں
زندگی ہیچ ہے گر در پہ ترے بار نہیں

آپ کے در کی گدائی جو میسّر ہو جائے
عمرِ خضری بھی اگر مجھ کو ملے بار نہیں

شافعِ روزِ جزا، روزِ جزا محشر میں
کون ہے جو تری رحمت کا طلبگار نہیں

بخش دے پھر وہی ایماں کی حرارت دل کو
تیرے میخوار میں اب کیوں کوئی سرشار نہیں

کٹ گئے عمر کے سینتیس برس فرقت میں
اک دو تین نہیں آہ کوئی چار نہیں

بات جب تھی کہ ترے در پہ اجل آئے مری
یوں تو صاحبؔ کو کبھی موت سے انکار نہیں

دن آئے وہ آئے، وہ آئے محمدؐ
نکلتا ہے دم از برائے محمدؐ

مری خاک ہو خاکِ کوئے مدینہ
دُعا میرے دل کی برآئے محمدؐ

خُدا کے کرم سے ہوں اُمت میں اُن کی
نہیں کوئی میرا سوائے محمدؐ

مقدّر چمک جائے جوں مہرِ محشر
میسّر ہو گر خاکِ پائے محمدؐ

مرا دم نکل جائے ایسے میں یارب
زباں پر ہو جاری ثنائے محمدؐ

جلائے گی کیا خاک تو مجھ کو دوزخ
مرے دل میں ہے جبکہ جائے محمدؐ

خدا کی خدائی میں ہر شئے انہی کی
شہنشاہِ گیتی گدائے محمدؐ

دمِ نزع سرکار تشریف لائے
دل و جانِ صاحبؔ فدائے محمدؐ

مدینے میں مجھ کو بلانا محمدؐ
وہی آخری ہو ٹھکانا محمدؐ

مجھے اپنا جلوہ دکھانا محمدؐ
اجل ڈھونڈ لے گی بہانہ محمدؐ

مرے غم کا سن لو فسانہ محمدؐ
مخالف ہے سارا زمانہ محمدؐ

مری روح کو لے چلیں جب فرشتے
میں گاؤں تمہارا ترانہ محمدؐ

دل میرا ہمیشہ سے ہے شیدائے مدینہ
اب مجھ کو بلا لیجئے آقائے مدینہ

تصویر ہی دیکھی ہے حقیقت نہیں دیکھی
سر میں یہ سمایا ہے مرے سودائے مدینہ

چمکے مری قسمت صفتِ مہرِ درخشاں
آجائے نظر گر رخِ زیبائے مدینہ

قدموں میں بسِ مرگ جگہ دیجئے مجھ کو
جنت ہے مرے واسطے صحرائے مدینہ

اے شاہِ دو عالم ہے دو عالم سے بھی بڑھ کر
صاحب کے لئے گوشۂ تمنائے مدینہ

راہِ نجات بن گئی طاعت رسولؐ کی
طاعت خدائے پاک کی طاعت رسولؐ کی

معراج مصطفےٰؐ کی ہے دیدارِ کبریا
معراج مومنوں کی زیارت رسولؐ کی

ہر شئے پہ ہے محیط اسی ذات کا ظہور
ہے ساری کائنات ریاست رسولؐ کی

کرکے معاف موہ لئے دشمنوں کے دل
تھی کس قدر سلیس سیاست رسولؐ کی

صاحبؔ یہی ہے غرضِ تمنا کہ جیتے جی
اللہ دے نصیب زیارت رسولؐ کی

جب سے ہے دید کا ارمان رسولِ عربی
دل ہے سو جان سے قربان رسولِ عربی

آپ کی شان کے قربان رسولِ عربی
دل و دیدہ ہوئے حیران رسولِ عربی

تم سے ہم کو ملا قرآن رسولِ عربی
مشکلیں ہوگئیں آسان رسولِ عربی

دل کی بستی ہے بیابان رسولِ عربی
اس کو فرما دو گلستان رسولِ عربی

کیسے کٹتی ہے یہاں ہجر میں کیا عرض کروں
روزِ روشن ہے شبستان رسولِ عربی

اپنا جلوہ جو دمِ نزع دکھا دیں حضرت
موت بن جائے گی آسان رسولِ عربی

یا محمدؐ مدد اے بہر خدا یک نگہے
ساری امت ہے پریشان رسولِ عربیؐ

منبع جود و سخا فیض کے دریا ہیں آپ
دل کے بر لائیے ارمان رسولِ عربیؐ

خاکِ پائے درِ اقدس میں چھپا لو مجھ کو
کر دو للّٰہ یہ احسان رسولِ عربیؐ

موت جس دم مری بالیں پہ کھڑی ہو جائے
تب سلامت رہے ایمان رسولِ عربیؐ

میرا دم آپ کے نقشِ کفِ پا پر نکلے
بس یہی دل میں ہے ارمان رسولِ عربیؐ

عالمِ نزع میں، مرقد میں بھی اور حشر میں بھی
رہئے صاحبؔ کے نگہبان رسولِ عربیؐ

یا محمدؐ آپ کے انوار دیکھا چاہیئے
جس کو یہ دولت ملے دنیا میں پھر کیا چاہیئے

سایۂ رحمت بروزِ حشر ہوگا ضو فگن
عاصیوں کے سر پہ آخر کچھ تو سایہ چاہیئے

یا نبیؐ خالِ رُخِ روشن سے یہ عقدہ کھُلا
دل کے آئینہ پہ بھی داغِ سویدا چاہیئے

مَیں فقط مجبور ہوں آقا مرا مختارِ کل
اس سے بڑھ کر میرے غم کا کیا مداوا چاہیئے

مالکِ دنیا و دیں یا رحمت العالمینؐ
آپ کے پائیں مجھ کو قبر کی جا چاہیئے

چاہتی ہوگی زلیخا یوسفِ کنعاں ملیں
قیس مجنوں بن گیا اس کو تو لیلیٰ چاہیئے

صاحبِ محزوں کو مل جائے متاعِ لازوال
طالبِ مولا ہوں مجھ کو میرا مولا چاہیئے

ہجر کے جینے سے عاجز ہوئے بیزار آئے
نخلِ اُمید میں کب بارِ الہ بار آئے

سیّدِ جن و بشر احمدِ مختار آئے
میرے گھر مرے آقا مرے سرکار آئے

خواب میں ہو مجھے انوارِ نبیؐ کا دیدار
کام آخر تو کبھی طالعِ بیدار آئے

کتنے ہی روز مشرف بہ کرم ہوتے ہیں
سوختہ جاں بھی کبھی حاضرِ دربار آئے

یا محمدؐ بہ کرم اِس کی اجازت دیجئے
جاں کو قلبِ حزیں در پہ ترے وار آئے

لذتِ لطفِ مئے ساقیٔ کوثر کی قسم
اُن کا میخوار نہیں جو کوئی ہشیار آئے

جاں لبوں پر ہے مری سیدِ اُمّی لقبی
یہ نکل جائے نظر گر ترے انوار آئے

جو سگِ در ہے ترے در سے کہاں جائیگا
اور اگر جائے تو پھر لوٹ کے سو بار آئے

تیری رحمت کی قسم تیری شفاعت کی قسم
بخشوا حشر میں جب تیرا گنہ گار آئے

ہجر کی موت میں جیتا رہے کب تک صاحبؔ
آپ کے در پہ کبھی آپ کا بیمار آئے

سر کو اُن کے درِ اقدس پہ جُھکائے رہیے
آتشِ عشق کو سینے میں دبائے رہیے

اپنے دل میں ہو چھپائے قدمِ پاک کے نقش
آتشِ عشق کو سینے میں چُھپائے رہیے

اب ہوا، اب ہوا پُر کاسۂ حسرت اپنا
ذاتِ قدسی سے یہی آس لگائے رہیے

بے اثر نارِ جہنم کو اگر کرنا ہے
نامِ احمدؐ کا نگین دل میں بٹھائے رہیے

وصل ہو جائیگا، ہو جائیگا آخر جو وصال
غمِ ہجراں کو کلیجے سے لگائے رہیے

جوشِ گریہ کے سبب جوش میں آئی رحمت
دل کے ٹکڑے صفِ مژگاں پہ سجائے رہیے

خاک بن جایئے اُس نقشِ قدم کی صاحب
اس طرح سینۂ یثرب میں سمائے رہیے

سلام

بہ بارگاہِ حضورِ اکرم رسالت پناہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سلام اے سیدِ جن و بشر انوارِ سبحانی
سلام اے محرمِ رازِ حقیقت ہائے سبحانی
سلام اے آفتابِ دو جہاں شاہنشہِ بطحا
سلام اے تاجدارِ انبیاء ختمِ رسل شاہا
سلام اے آمنہ کے لعل شاہِ یوسفِ ثانی
سلام اے مظہرِ نور الہدیٰ اے ظلِّ سبحانی
سلام اس پر کہ جو ہم بے سہاروں کا سہارا ہے
سلام اُس پر کہ جس کا نام عالم آشکارا ہے
سلام اُس پر کہ جس کی وجہ سے توقیرِ آدم ہے
سلام اُس پر کہ جس کے واسطے تخلیقِ عالم ہے
سلام اُس پر کہ جس سے فروزاں شمعِ ایمانی
سلام اُس پر کہ جس کے نور سے ہے نورِ قرآنی

سلام اُس پر کہ جس کے قبل یہ دُنیا تھی ویرانہ
سلام اُس پر جس کے پیشتر زنداں تھا میخانہ
سلام اُس پر کہ فرمانِ خدا کو جس نے فرمایا
سلام اُس پر کہ جس نے قلب کو ایماں سے گرمایا
سلام اُس پر کہ جسکے دشمنوں کو اعتراف اس کا
سلام اُس پر کہ ہے جبریل بھی محوِ طواف اُسکا
سلام اُس پر کہ جس نے روحِ انسانیت کو طہارت دی
سلام اُس پر کہ جس نے خلد کی سب کو بشارت دی
سلام اُس پر کہ لاثانی ہے جو شانِ شہنشاہی
سلام اُس پر کہ جس نے دُشمنوں کی مغفرت چاہی
سلام اُس پر کہ جس نے رات رو رو کر دُعائیں کیں
سلام اُس پر کہ جس نے بیوناؤں سے وفائیں کیں
سلام اُس پر کہ ایسا گل قیامت تک نہیں کھلتا
سلام اُس پر کہ جس کے قد کا سایہ تک نہیں ملتا
سلام اُس پر عرق میں جسکے پنہاں عطرِ عنبر ہے
سلام اُس پر مشامِ جاں ہے جو زلفِ معنبر ہے
سلام اُس پر کیا تھا چاند کو جس چاند نے ٹکڑے
سلام اُس پر کہ جسکے نام پہ روحِ بلال اُکھڑے

سلام اُس پر کہ جس کے دم سے دنیا کا چمن گلشن
سلام اُس پر کہ جس کے نور سے مرقد مری روشن

سلام اے سیدِ عالی نسب والا گہر شاہا
سلام اے جلوۂ رحمان کے حدِ نظر شاہا

سلامِ صاحبِؔ ہجراں نصیبِ بے نوا لینا
بوقتِ واپسیں مولا مدینے میں بُلا لینا

۲۶/۶/۷۵

سرکار جلوہ گر ہوں مرے گھر کسی طرح
چمکے کبھی تو میرا مقدر کسی طرح

ہو جائیں ہجر و وصل برابر کسی طرح
بن جائیں خارِ خشک گُلِ تر کسی طرح

ہجرِ نبیؐ میں خاک پہ لوٹا ہوں اس قدر
پھولوں کی سیج ہو مرا بستر کسی طرح

جل جائے سوزِ آتشِ عشقِ نبیؐ سے دل
روشن ہو یا الٰہی مرا گھر کسی طرح

ہے آرزو یہ دل کی دمِ مرگ یا نبیؐ
قدموں میں آپ کے ہو مرا سر کسی طرح

عشقِ نبیؐ میں خاک بھی اکسیر ہو مری
بن جائیں میرے اشک بھی گوہر کسی طرح

راضی ہو مجھ سے روزِ قیامت خدا کرے
اللہ اور اس کا پیمبرؐ کسی طرح

یہ صاحبِ حزیں کی تمنا ہے یا نبیؐ
چھوٹے نہ خلد میں بھی ترا در کسی طرح

۱۷؍۸؍۷۵

مقام ارفع و اعلیٰ تمہارا ہے
ہے عرش و فرش میں جو کچھ وہ سب تمہارا ہے

یہ کائنات کی جو چیز ہے تمہاری ہے
جو کائنات کا مالک ہے رب تمہارا ہے

خدا سے ناز تو ہم سے نیاز دیہ ہے
خدا سے اونچا مقام ادب تمہارا ہے

زبانِ پاک کا اک معجزہ کلام اللہ
خدا کے بندوں میں اُمّی لقب تمہارا ہے

غموں نے گھیر لیا ہے غریب صاحبؔ کو
دلا دو اس کو رہائی وہ جب تمہارا ہے

کہیں تم ہو اور میں کہیں یا محمدؐ
ہوئی خوں سے تر آستیں یا محمدؐ

ہیں جب آپ خود شافعِ روزِ محشر
مجھے فکر اپنی نہیں یا محمدؐ

دو عالم کو انگشتری گر کریں فرض
تو ہیں آپ اس کے نگیں یا محمدؐ

زبانِ مبارک سے جو بات نکلی
وہ سب کے ہوئی دلنشیں یا محمدؐ

ہر اک اُمتی کو ہے روزِ قیامت
شفاعت کا تیری یقیں یا محمدؐ

ہوئے جلوہ گر آپ جب اس جہاں میں
یہ دُنیا ہے کتنی حسیں یا محمدؐ

جب آرامگاہِ شہِ دو جہاں ہے
زمیں بھی ہے عرشِ بریں یا محمدؐ

تری خاکِ در پر مچلنے کی خاطر
تڑپتی ہے جانِ حزیں یا محمدؐ

جگہ اپنے قدموں میں اس کو بھی دو گے
ہے صاحبؔ کو اس کا یقیں یا محمدؐ

۲۸/۹/۷۵ء

میرا ایماں اُن کی محبت
میرا کعبہ اُن کی صورت
یاد تمہاری میرا وظیفہ
اشکِ ندامت میری عبادت
گریۂ پیہم دھو دے دھو دے
دل کی سیاہی دل کی کدورت
آپ نہ ہوتے کچھ بھی نہ ہوتا
آپ کی ہستی آیۂ رحمت
ذاتِ محمدؐ میں ہیں مجسّم
شانِ خدا کی شانِ نبوت
بس ہے بخشش کو صاحبؔ
اُن کی شفاعت روزِ قیامت

۱۴/۳/۷۶ء

عرفانِ محمد کے لئے قلب و نظر دے
دے آہ میں تاثیر دعاؤں میں اثر دے
طیبہ کو پہنچ جاؤں گا تو اذنِ سفر دے
بس زادِ سفر میں مجھے جبریل کے پر دے
مایوس نہ لوٹا ترے در سے کوئی سائل
داماں تہی لایا ہوں، داتا مرے بھر دے
جلتی ہوئی جو آگ پہ روغن کا کریں کام
اے عشقِ نبی تو مجھے وہ دیدۂ تر دے
مل جائے مجھے قبر کی جا شہرِ نبیؐ میں
تا حشر مرے رہنے کو ایسا کوئی گھر دے
ڈھل جائے شبِ ہجر کی کلفت کی سیاہی
صاحب کو کبھی اپنے تبسم کی سحر دے

دریائے کرم ہے درِ دربارِ محمدؐ
اللہ کا دربار ہے دربارِ محمدؐ

روشن ہے مدینے کی زمیں چاند سے بڑھکر
ہر دم ہے جہاں بارشِ انوارِ محمدؐ

وَالّیل اِذا یغشیٰ کی تفسیر ہیں گیسو
والشمس کی تعبیر ہیں رُخسارِ محمدؐ

اللہ ملا اس کو جسے آپ ملے ہیں
اللہ کا طالب ہے طلبگارِ محمدؐ

پھر دل کو تمنا نہ رہی باغِ ارم کی
حاصل ہوا جیسا سایۂ دیوارِ محمدؐ

مرتا ہے تو ہو جاتا ہے وہ زندۂ جاوید
محتاجِ مسیحا نہیں بیمارِ محمدؐ

گویا ہوا اللہ بھی خود جس کی زباں سے
صدقے ترے اے لذتِ گفتارِ محمدؐ

کیوں موت کی تلخی ہو بھلا کام و دہن میں
حاصل ہو جسے شربتِ دیدارِ محمدؐ

اللہ کا اقرار بھی کافی نہیں صاحبؔ
جب تک نہیں کرتا کوئی اقرارِ محمدؐ

۵۸۲

۶۷۶/۱-/۲

نہ چھوڑ مجھ کو ہرگز بے سہارا یا رسول اللہ
تمہیں ہو بے سہاروں کا سہارا یا رسول اللہ

سُنا ہے تم مدد کے واسطے اُس کی پہنچتے ہو
جہاں جس نے تمہیں دل سے پکارا یا رسول اللہ

بصد سامانِ رُسوائی تمہارے در پہ آیا ہے
شکستہ حال اک قسمت کا مارا یا رسول اللہ

گدائی آپ کے در کی ہے صدرشکِ شہنشاہی
اُسے مل جائے کچھ صدقہ اُتارا یا رسول اللہ

چُھپا لیجیے اسے للہ اب دامانِ رحمت میں
پریشاں حال صاحبؔ ہے تمہارا یا رسول اللہ

۳/۱۰/۷۲ء

حسرت ہے نکل جائے ارمان مدینے میں
ہے جسم کہیں میرا اور جان مدینے میں

عقبیٰ کا میسر ہے سامان مدینے میں
ہے کعبۂ دیں اپنا ایمان مدینے میں

ایثارِ مجسّم ہے اخلاق کا پیکر ہے
نیکی کا فرشتہ ہے انسان مدینے میں

خاصانِ خدا ہیں سب کیا درجہ ہے ہر اک کا
آسان نہیں اُس کی پہچان مدینے میں

پہنچا دے مجھے یارب دربار میں احمدؐ کے
ہو جائے گی ہر مشکل آسان مدینے میں

طیبہ کی زمیں پر وہ جیسے ہی قدم رکھے
سرکار کا ہوتا ہے مہمان مدینے میں

دم میرا نکل جائے قدموں میں محمدؐ کے
سو جان کروں جا کر قربان مدینے میں

اک نور کا عالم ہے اک طور کا عالم ہے
گویا کہ مجسم ہے قرآن مدینے میں

اے دل نہ دھڑک اتنا سُن جائے ادب ہے یہ
خوابیدہ ہیں سرکار ذیشان مدینے میں

تا حشر شرف مجھ کو مل جائے زیارت کا
تا عمر کٹے صاحبؔ ہر آن مدینے میں

۱۰/۸/۶۷ء

بلا کے عشقِ نبیؐ تو نے مار ڈالا بھی
ہزار نفع کا باعث ہوا خسارہ بھی

بلائے جاں ہے تغافل کی ہر ادا یا رب
شرابِ تلخ کو کرتے ہیں سب گوارا بھی

نبیؐ کا عشق ہے رہبر جہاں کہیں جاؤں
وہ بحر بھی ہے سفینہ بھی ہے کنارہ بھی

وفورِ عشقِ نبیؐ اور کیا کہوں تجھ کو
تو نورِ سینہ ہے اور دل کا ہے اُجالا بھی

مٹا دے مجھ کو تبسّم کی اک کرن دے کر
بہت ہے شقِ قمر کو ترا اشارہ بھی

بنا دے داغِ جگر کو مرے یدِ بیضا
کہ اژدھا بھی وہی تھا عصائے موسیٰ بھی

دلِ حزیں کو کس نام سے کروں موسوم
وہ ایک قطرۂ سیماب برقِ پارا بھی

ہزار طور سے تڑپا رہا ہے عشقِ رسولؐ
نئی ہے طرزِ ادا اور سخن نرالا بھی!

نبیؐ کی نعت عبادت کے ماسوا صاحبؔ
رہِ نجات ہے جنت کا ہے قبالا بھی

۲۲-۱۲-۷۶ء

منظور تھی خدا کو بڑائی رسولؐ کی
مدحت سرا ہے ساری خدائی رسولؐ کی

جاں بخش زندگی ہے بس اک آپ کا خیال
ہے مرگِ صد ہزار جدائی رسولؐ کی

خلدِ بریں کے فرشِ زمرد کی کیا بساط
مل جائے گر کسی کو چٹائی رسولؐ کی

روزِ ازل ہی مل گئی دستِ کریم سے
دولت ولا کی اور گدائی رسولؐ کی

ہو جائے گر کبھی جو قبول دعائیں دیر
مولا کو اپنے دیجے دہائی رسولؐ کی

کیونکر عزیز رب نہ ہو اُمّت کہ بس یہی
ہے ساری زندگی کی کمائی رسولؐ کی

ہیں زیرِ سایہ سارے نبی ساری اُمتیں
پرچھائیں تک کسی نے نہ پائی رسولؐ کی

ٹکا کمر سے صاف نکالا نکل گیا
کچھ دل ہی جانتا ہے صفائی رسولؐ کی۔

موسیٰ یہ رشک اُمّتِ مرحومہ کیوں کرے
صورت خدا نے ہم کو دکھائی رسولؐ کی

مبعوث یوں تو اور ہوئے لاکھ انبیاء
لیکن کسی میں بات نہ آئی رسولؐ کی

صاؔئب خدا سے بندے کو جس نے ملا دیا
اِدراک سے پرے ہے رسائی رسولؐ کی

۱۰/۱۲/۷۶ء

سب کچھ لٹا دیا نہیں کچھ بھی دعا کے پاس
لے چل مرے نصیب رسولِ خدا کے پاس

جان و دلِ حزیں کے سوا اور کچھ نہیں
صدقہ اُتارنے شہِ والا گدا کے پاس

دامانِ پاک دستِ طلب میں تھما دیا
پہنچا دیا کریم نے دستِ عطا کے پاس

صاحبؔ دلی مراد بر آئے گی ایک دن
مقبول ہیں تمہاری دعائیں خدا کے پاس

۱/۳/۷۷ء

محمدؐ کی گر پاسداری نہ ہوتی
شفاعت کی صورت ہماری نہ ہوتی

چمن گر نہ طیبہ کا دنیا میں ہوتا
تو گلشن میں بادِ بہاری نہ ہوتی

نہ ہوتے محمدؐ تو کچھ بھی نہ ہوتا
خدا کی خدائی یہ ساری نہ ہوتی

دمِ نزع سرکار تشریف لائے
غشی کیسے پھر ہم پہ طاری نہ ہوتی

دہائی محمدؐ کی دی تم نے صاحب
دعا کیسے مقبولِ باری نہ ہوتی

۸/۳/۷۷

سر پر مرے جو دشتِ محمدؐ کی دھول ہو
دل کی کلی نبیؐ کے گلستاں کا پھول ہو

یا رب کرم ہو تیرا جو بابِ نزول ہو
ہرگز ہمارا دل نہ کبھی پھر ملول ہو

روشن ضمیر ہو مرا سینہ ہو گنجِ عرش
کحل البصر جو پائے محمدؐ کی دھول ہو

اک گونہ بیخودی مجھے عشقِ نبیؐ میں ہے
اے عمرِ رائیگاں شبِ ہجراں کا طول ہو

سرکارؐ کا سلام پہنچتا ہے اُس کے پاس
جس کو عطائے ذوقِ نوائے رسولؐ ہو

مدفن بنے ہمارا جو طیبہ کی خاک میں
تعویذِ قبر گلشنِ جنت کا پھول ہو

اُن کی عطا میں کیا نہیں صاحبؔ اگر ملے
راضی خدا ہو اور خدا کا رسولؐ ہو

۸۱/۳/ ۶۷۷

بقا سی نشئے بھی ہے اس تیرگی میں کیا نہیں ملتا
طلب صادق اگر ہو روشنی میں کیا نہیں ملتا

صفت اللہ کی ہے اور صورت ہے نبیؐ کی سی
کوئی دیکھے تو آخر آدمی میں کیا نہیں ملتا

ملا ہر سانس میں اک قوتِ ہستی کا نیا عالم
کوئی پوچھے تو ہم سے زندگی میں کیا نہیں ملتا

ہوا یہ نکتہ روشن عرش پر نعلیں کیا پہنچے
قدوم پاک سے وابستگی میں کیا نہیں ملتا

سبھی کچھ کھو دیا صاحبؔ انا نے ہو بڑا اُس کا
وگرنہ آپ کو اپنی نفی میں کیا نہیں ملتا

۲۴/۳/۷۷ء

اندیشہ ہو تو کیوں مجھے منزل کی بھول کا
دل میں ہے جب مقام خدا کے رسولؐ کا

ارضِ عرب ہے تیرا وہ رتبہ زمین پر
جیسا مقام صحنِ چمن میں ہے پھول کا

سب کچھ ہے تجھ کو بردباری اگر ملے
دے راستہ مجھے کوئی اس کے حصول کا

کر لے دعا قبول دلِ دردمند کی
ہے رابطہ قدیم دعا سے قبول کا

دو گز زمیں عطا ہو مدینے میں یا نبیؐ
صدقہ جناب فاطمہ زہرا بتول کا

محشر میں مہر حشر سے کچھ کم نہ ہوں گے ہم
سر پر ہمارے چاہیئے دامن رسولؐ کا

اشکوں سے کر رہا ہوں میں پہلے پہر وضو
صاحب ہے وقت نورِ خدا کے نزول کا

مال گٹھری میں بہت کچھ ہے گنہگار کے پاس
بات جب ہے کہ پہنچ جائے خریدار کے پاس

کونسی چیز نہیں دستِ عطا میں اُن کے
میرے سرکار ہی مختار ہیں جبار کے پاس

خوفِ تنہائی ہجراں تجھے کیوں ہو اے دل
درد ہر وقت لگا رہتا ہے بیمار کے پاس

مرگ آتا ہے تو آ مجھ سے مدینے میں مل
پہلے پہنچا دے مجھے احمدِ مختار کے پاس

اپنے قدموں میں جگہ مجھ کو بھی دیں گے حضرت
پھول مہکے ہوئے گلشن میں ملے خار کے پاس

دولتِ عشقِ نبیؐ سے میں غنی ہوں صاحبؔ
لاکھ کشکول لئے دوڑیں گے زردار کے پاس

۱

۲۶/۱/۷۷ء

آہ کب تک مری تاثیر سے خالی ہوگی
موت آئے گی جو یثرب میں مثالی ہوگی

خاکِ طیبہ کی یہ تاثیر نرالی ہوگی
قبر میں میری جگہ پھولوں کی ڈالی ہوگی

صاف پہچان لیے جائیں گے اعدائے رسولؐ
صورت ان سوختہ سامانوں کی کالی ہوگی

آپ جب تک بے مجھے صورت نہ دکھائیں گے حضورؐ
میرے آئینے کی تصویر خیالی ہوگی

آپ کی چشمِ کرم کے میں تصدق جاؤں
خون روتی ہوئی آنکھوں میں تو لالی ہوگی

چل مدینے کی طرف صاحبؔ بیکل تو چل
جھولی بھر جائے گی صورت جو سوالی ہوگی

کہنے کو تو دنیا میں انسان کے جلوے ہیں
ہر اہلِ نظر کو سب رحمان کے جلوے ہیں

فرمانِ خداوندی سرکار کی مدحت میں
قرآن کی صورت میں کس شان کے جلوے ہیں

حقِ نعتِ نبیؐ کا کچھ شاید ہو ادا ہم سے
اے نعتِ نبیؐ تجھ میں حسان کے جلوے ہیں

ہے جس کو شرف جتنا اتنا ہی وہ پہنچیں گے
"اب پیشِ نظر اپنے فاران کے جلوے ہیں"

عقدہ یہ کھلا ہم پر من نوری جو فرمایا
مجھ خاک کے ذرّے میں کس شان کے جلوے ہیں

تصویریں یہ قلمی ہیں سرکارِ مدینہ کی
یا جوشِ عقیدت میں ایمان کے جلوے ہیں

دھڑکن یہ مرے دل کی یہ مری نظر صاحبؔ
صدقہ یہ انہی کا ہے احسان کے جلوے ہیں

۱۷/۴/۷۹ء

مدینے اور مکے میں ازل کی تابناکی ہے
خدائی میں خدا کی بادشاہی مصطفیٰ کی ہے

خدا کے پاس وہ توقیر شاہِ انبیا کی ہے
اُنہی سے ابتدا کی تھی انہی پہ انتہا کی ہے

نمازِ عشق اُن کے آستانے پر ادا کی ہے
دلِ بیتاب تو کیا جانے کہ کیا صورت دُعا کی ہے

نہ پھیریں گے کبھی وہ ہاتھ خالی ہے یقیں یوں بھی
جو اہلِ جود ہیں عادت انہیں بذل و عطا کی ہے

رموزِ دین و دُنیا آپ جانیں یا خُدا جانے
نبیؐ کا جو بھی منشا ہے وہی مرضی خُدا کی ہے

قبولیت خود آگے بڑھ کے استقبال کو آئی
محمد مصطفیٰؐ کے نام سے جب بھی دُعا کی ہے

نہیں جچتی نظر میں اپنے کوئی شے ہو دُنیا کی
محبت جاگزیں دل میں دیدارِ مصطفیٰ کی ہے

رہے محروم رہ جانے سے دربارِ نبیؐ میں ہم
قضا کا کام تھا افسوس اس نے یہ خطا کی ہے

یہ وہ گہوارہ جنبانی ہے جو سونے نہیں دیتی
ہمارے دل کی ہر دھڑکن ترے اندازِ پا کی ہے

مرادست گدائی دین ہے اُن کی سخاوت کی
مسلسل التجاؤں میں خوشی حاجت روا کی ہے

سُنائی نعت جب میں نے یہ دربار رسالتؐ میں
سرِ عرشِ بریں اِک صاحب مرحبا کی ہے

لٹے گا ہر زمانے میں خزانہ غوثِ اعظمؓ کا
رہے گا رہتی دنیا تک فسانہ غوثِ اعظمؓ کا

قدم سرکار کے جب اولیا نے رکھ لیے سر پر
ہے سب کے چشم و ابرو پر گھرانہ غوثِ اعظمؓ کا

بحکمِ ربِ دو عالم آپ کے زیرِ نگیں آئے
تصرف چل رہا ہے مالکانہ غوثِ اعظمؓ کا

مریدی لاتخف کا سلسلہ تا حشر قائم ہے
ملا ہے بے ٹھکانوں کو ٹھکانہ غوثِ اعظمؓ کا

مجھے بیعت ملی ہے اپنے شیخؒ سے اس گھرانے میں
مرے حصے میں بھی آیا خزانہ غوثِ اعظمؓ کا

نواسۂ شیخ جیلاں زادِ محی الدین ہوں میں بھی !
زباں پر میری جاری ہے ترانہ غوثِ اعظمؓ کا

ترے سر میں ہے صاحب عشقِ بغداد کا سودا
خدا دکھلائے مجھ کو آستانہ غوثِ اعظمؓ کا

قصیدہ بمدح مرشدی سیدنا محمد ابو نصر صاحب قبلہ حموی

چراغِ خانۂ غوث الوریٰ تمہیں تو ہو
مرا سہارا مرا آسرا تمہیں تو ہو

نبیؐ کے دُرِ نظر اور علیؓ کے لختِ جگر
مرا وسیلہ مرا سلسلہ تمہیں تو ہو

تمہیں سے دینِ ہدیٰ کو [illegible]
جہاں میں نائبِ خیرالوریٰ تمہیں تو ہو

بلند تم سے ہے گیتی میں رایتِ اسلام
کہ دستِ بازوئے مشکل کشا تمہیں تو ہو

تمہیں ہو فیضِ نگاہِ مصطفوی
ضیائے نورِ دلِ مرتضیٰ تمہیں تو ہو

کہ جس سے قوم کی تقدیریں بدل جائے
کشورِ ہند دل مبتلا تمہیں تو ہو

بچا لو قعرِ ذلت سے ناؤ اُمت کی
کہ مدعائے دلِ ناخدا تمہیں تو ہو

رکھو گے تا بہ کجا غمزدہ غلاموں کو
ہمارے دردِ جگر کی دوا تمہیں تو ہو

تمہارے در کا گدا جائے تو کدھر جائے
کہ جبکہ اس کا سہارا شہا تمہیں تو ہو

جو چاہو بخشدو قدرت کے ہر خزانے سے
کلیدِ گنجِ کبریا تمہیں تو ہو

ہزار جان سے صاحب نثارِ نظر ہوا
کہ اُس کا مادی و ملجا تمہیں تو ہو

اللہ سے ملا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؓ مدد دے
تقدیر بنا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؓ مدد دے

ہر ملک میں شمعِ دینِ نبیؐ اب جھلمل جھلمل کرتی ہے
بجھنے سے بچا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؓ مدد دے

محبوبِ خدا کے پیارے حسنینؓ کی آنکھوں کے تارے
ہر کام بنا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؓ مدد دے

غفلت کی نیند میں ہے امت طوفان امڈ کر آتا ہے
سوتوں کو جگا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؓ مدد دے

اس ارض کے چپے چپے پر اسلام کا پرچم لہرا دو
یہ کر کے دکھا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؓ مدد دے

اسلام کو ٹھوکر پر ٹھوکر اے شاہِ جیلاں لگتی ہے
گرتے کو بچا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؓ مدد دے

اب دینِ محمدؐ کی کشتی گرداب میں چکر کھاتی ہے
ساحل سے لگا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ مدد ہے

یا پیر مجھے یا شیخ مرے قادر ہو تم مجبور ہوں میں
امداد کو آ سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ مدد ہے

تم قادرِ مطلق کے بندے اور میں تمہارے بندوں میں
کونین دلا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ مدد ہے

حسرت ہی رہی آنکھوں میں مری دیدار کی دولت کب دوگے
الحال مٹا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ مدد ہے

صاحب ہے تمہارے در کا گدا کب تک وہ پھرے مارا مارا
پاس اپنے بلا سکتے ہو تم یا غوث الصمدانیؒ مدد ہے

خبر بھی ہے تجھے اے دل کہاں صدیقِ اکبرؓ ہیں
جہاں میں سرورِ عالم وہاں صدیق اکبرؓ ہیں

شجاعت بھی سخاوت ہی کا اک اور نام ہے گویا
زمانے میں صداقت کا نشاں صدیق اکبرؓ ہیں

خدا راضی ہے ان سے جن سے راضی ہیں رسول اللہؐ
خلافت کے امیرِ کارواں صدیقِ اکبرؓ ہیں

حضورِ کبریا کی تھی نبیؐ نے اقتدا جن کی
تو پھر گویا امامِ دو جہاں صدیق اکبرؓ ہیں

نبیؐ کو ناز تھا ایسے صحابی آپ تھے صاحبؔ
صداقت کے زمین و آسماں صدیق اکبرؓ ہیں

بنا ہے نالۂ معجز اثر عقیدت سے
سناؤں نعت سنے کوئی گر عقیدت سے

ہوا ہے دامنِ مژگاں جو تر عقیدت سے
لٹانے آیا ہوں اشکِ گہر عقیدت سے

نفس نفس میں مری بس گئی ہے مشک کی بو
جلا ہے عشقِ نبیؐ میں جگر عقیدت سے

نثار اُن پہ تصدّق ہیں دل جگر کیا کیا
اتاری ہیں صدقے جو ان کی نظر عقیدت سے

ہزار لعل و گہر سے بھرا مرا دامن
کیے ہیں نذر جو اشکِ گہر عقیدت سے

نبیؐ کے در پہ یہ ہر روز ہم نے دیکھا ہے
نثار ہوتے ہیں شام و سحر عقیدت سے

عطا کرو مجھے دو گز زمیں رسول اللہ
بناؤں تاکہ مدینے میں گھر عقیدت سے

نبیؐ کے روضۂ اطہر کی جالیوں پہ ملک
جبیں کو گھستے ہیں رکھتے ہیں سر عقیدت سے

ہوئی ہے عالمِ دنیا میں رونق افروزی
چمک اُٹھے ہیں مرے بام و در عقیدت سے

خدا کرے کہ مری جاں یوں ہی نکل جائے
نبیؐ کے پاک قدم پہ ہو سر عقیدت سے

مجھے نصیب ہو صاحبؔ وہ دن دمِ آخر
کروں میں جانبِ طیبہ سفر عقیدت سے

۲۸، جنوری ۔ ۱۹۸۰ء

ہجرِ نبیؐ میں درد کی لذّت ملی مجھے
زخموں میں پھول جیسی جراحت ملی مجھے

اک بار اُن کے در پہ میں حاضر ہوا تو ہوں
اک بار زندگی تری دولت ملی مجھے

اک بار کیا ہوا قدِ بالا کا سامنا
اک اک قدم پہ ایک قیامت ملی مجھے

عطر و عبیر و عود و گل و بوئے مشک میں
اس پاک پیرہن کی شباہت ملی مجھے

آتش بجاں کہ دولتِ بوذرؓ نہیں جسے
جو کچھ ملی انہی کی بدولت ملی مجھے

بیتاب جب بھی دل ہوا دردِ فراق میں
"ذکرِ رسولِ پاک سے راحت ملی مجھے"

ذوقِ سفر نہیں سفرِ آخرت سے کم
دُنیا سے خواب سن یہ بشارت ملی مجھے

سوزِ درود سے میری جبیں آفتاب ہے
صاحبؔ میں کیا بتاؤں جو قسمت ملی مجھے

۲؍ جنوری ۱۹۸۰ء

تصور ہے مجھے صبح و شام آپ کا ہے
نہاں خانۂ دل مقام آپ کا ہے

بہشتِ بریں بٹ گئی عاصیوں میں
یہ فیضان یہ فیضِ عام آپ کا ہے

مجھے اپنے در پہ سرافراز کرنا
خدا کی خدائی میں نام آپ کا ہے

سر آنکھوں پہ رکھ کر پیا پیتے ہونگا
کہ صہبائے الفت کا جام آپ کا ہے

رواں دونوں آنکھوں سے دریا ہے پیہم
یہ عشق آپ کا فیض عام آپ کا ہے

سویدا سے دل بن گیا مہر محشر
اُجالا یہ ماہِ تمام آپ کا ہے

دم نزع سرکار صورت دکھانا
مجھے تحفۂ صبح و شام آپ کا ہے

مجھے فکر کیوں مغفرت کی ہو اپنی
اُنسے آپ چاہیں یہ کام آپ کا ہے

نگاہِ کرم صاحبِ خستہ جاں پر
فدا آپ پر یہ غلام آپ کا ہے

۲۶ راگست ۱۹۸۰ء

دُور تک راہ میں طیبہ کی بچھا جاتا ہوں
جو بھی جاتا ہے سلام اُس سے کہلواتا ہوں

منفعل مجھ کو سرِ حشر نہ ہونے دیجے
اپنے اعمال سے میں آپ ہی شرماتا ہوں

نور سے اپنے مری آنکھوں کو روشن کیجے
حسرتِ دید میں جلتا ہوں جلا جاتا ہوں

دل کی دُنیا ہی مری سرد ہوئی جاتی ہے
تیری اُمید کرم سے اُسے گرماتا ہوں

کانپ اُٹھتا ہوں کبھی، دردِ جدائی سے حضور
موت کے خوف سے بے موت مرا جاتا ہوں

میری وارفتگیٔ شوق کا عالم یہ ہے
آنکھ جھپکی تو مدینے کو اُڑا جاتا ہوں

کب زمیں مجھ کو [illegible] ہوتی ہے مدفن کیلئے
کس قدر شوقِ شہادت میں بجھا جاتا ہوں

کب مجھے دامنِ طیبہ کی ہوا دیتے ہیں
کب میں آغوشِ مدینہ میں سکوں پاتا ہوں

اس توقع پہ کہ دَر آپ کا کھل جائے گا
سر کو اپنے در و دیوار سے ٹکراتا ہوں

آج آتا ہے بُلاوا مجھے کل آتا ہے
دل کو دے دے کے دلاسے یونہی بہلاتا ہوں

ڈوبتے کے لئے تنکے کا سہارا جیسے
قافلے والوں کے پیروں سے لپٹ جاتا ہوں

سوزِ فرقت سے بھری نعت سنا کر صاحب
خود تڑپ جاتا ہوں ہر ایک کو تڑپاتا ہوں

۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۰ء

نہ وہ کوشش سے ملتا ہے نہ مال و زر سے ملتا ہے
نبیؐ کا آستانہ خوبیِ اختر سے ملتا ہے

سگِ در کی وفاداری مسلّم ہے ہمیشہ سے
مَیں جس در کا بھکاری ہوں مجھے اُس در سے ملتا ہے

یہ خونِ جگر ہی اشک بن کر آنکھ سے ٹپکا!
عجب کیا رشتۂ یاقوت اگر گوہر سے ملتا ہے

مرا رزاق ہے مولا، نبیؐ میرے، مرے داتا
کبھی اِس در سے پاتا ہوں، کبھی اُس در سے ملتا ہے

جھلک ملتی ہے کچھ اس میں بھی تجھ کو فیض بخشی کی
مرے اشکِ رواں کا سلسلہ گوہر سے ملتا ہے

وسیلہ آپ ہیں سرکار میرا دین و دُنیا ہیں
مگس کو آب و دانہ اس کے بال و پَر سے ملتا ہے

مجھے حاجت نہیں ہے مانگنے کی غیر سے صاحبؔ
خدا کے فضل سے سب کچھ نبیؐ کے گھر سے ملتا ہے

اسلام کا پیغام کھُلے عام۔ نبی ؐ کا
ہر ایک پہ وا ہے درِ دربار سخی کا

ہوگا وہ کوئی اور ہی دُنیائے دنی کا
دیوانہ ہوں میں دولتِ دیدارِ نبی ؐ کا

اُمید کرم کی ہے بچائے ہوئے مجھ کو
ہو جاتا زیاں جی کا مرے ورنہ کبھی کا

جل کر ہی مری خاک سے اکسیر بنے گی
پروانہ ہے دل میرا چراغِ نبوی ؐ کا

اک بات میں گلزار بنا دے مرے دل کو
ہر پھول مہکتا ہے گلستانِ نبی ؐ کا

سستی ہے مدینے کی گلی جان کے بدلے
میٹھا وہی سودا ہے جو ہوتا ہے خوشی کا

اللہ ہی اللہ ہے بس باقی ہوس ہے
ہوتا ہے یہاں ورنہ بھلا کون کسی کا

کیا دم کا بھروسہ ہے یہ آئے کہ نہ آئے
یہ زیست اُجالا ہے چراغِ سحری کا

نبیوں کی نگاہیں بھی اسی در سے لگی ہیں
اے دردیہی در تو ہے درماں طلبی کا

جو نام ہوا باعثِ تخلیق دو عالم
وہ اسم گرامی ہے رسولِ عربی کا

اک عمر سے سکرات کے عالم میں ہے صاحبؔ
جاری کرو فرمان قدارا طلبی کا

مدینے میں مرے سرکار بلوائیں تو کیا کہنا
مجھے قدموں میں اپنے یاد فرمائیں تو کیا کہنا
تڑپتا دیکھ کے تکلیف فرمائیں تو کیا کہنا
ہم ان کے ہیں، ہمارے وہ بھی ہو جائیں تو کیا کہنا
کرم کرتے ہیں گویا دم بہ دم جو یاد آتے ہیں
مجھے یکبارگی وہ یاد فرمائیں تو کیا کہنا
مدینے کو پہنچ کر میں ابد کی نیند سو جاؤں!
مرے سوئے مقدر کام آجائیں تو کیا کہنا
دمِ آخر خدایا دو عطا دیدار کی دولت
رسول اللہ خود تشریف لے آئیں تو کیا کہنا

قبولِ خاطرِ شاہِ اُمم ہے نعت اے صاحبؔ
ملائک حور و غلماں مل کے سب گائیں تو کیا کہنا

حُسنِ مطلق کی ہر اک تجھ میں ادا آئی ہے
اک میں کیا ہوں، دو عالم ترا شیدائی ہے
پھر صبا باغِ مدینہ کی ہوا لائی ہے
آتشِ قلب و جگر، آتشِ صحرائی ہے
پھر غمِ ہجرِ محمدؐ کی گھٹا چھائی ہے
پھر وہی میں ہوں شبِ تار ہے تنہائی ہے
رُخِ تابانِ محمدؐ کے چراغِ روشن
پھر سیہ خانۂ دل وقفِ خود آرائی ہے
مُہر بر لب ہوں مگر حال ہے تم پر روشن
دل کا ہر زخم بصد صورتِ گویائی ہے
ہو کرم خاص تو ہو خاکِ طیبہ کی نصیب
اے اجل ورنہ ترے نام کی رسوائی ہے
یا نبیؐ کوئی کمی اس میں نہ ہونے پائے
آپ کے نور سے روشن مری بینائی ہے

خاک پروانے کی ٹھنڈی ہوئی جل جانے سے
میری تقدیر نے قسمت ہی جدا پائی ہے

یا ملے عدلِ عمرؓ یا ملے اذنِ ہجرت
ورنہ سرکار یہاں جان پہ بن آئی ہے

حمد اور مدح کے اعداد برابر کے ہیں
حمد اور نعت کی یکساں ہی پذیرائی ہے

نعت گوئی کے میں منصب پہ ہوا ہوں مامور
نعت گوئی سے شرف و نازش آبائی ہے

نعت لکھتا رہوں جنبش ہے قلم کو جب تک
حمد کرتا رہوں جب تک مری گویائی ہے

کب ادا مدح کا حق تم نے کیا ہے صاحبؔ
غور کرتا ہوں تو بس قافیہ پیمائی ہے

رسولِ خُدا محترم یا محمدؐ
شہِ دو جہاں ذی حشم یا محمدؐ

نہیں مجھ کو کوئی الم یا محمدؐ
ملا آپ کا سوزِ غم یا محمدؐ

شفیع مکرم نبیؐ معظم
مقدم ہو تم محتشم یا محمدؐ

خدا نے قسم نام کی تیرے کھائی
تجھے تیرے رب کی قسم یا محمدؐ

ہو معراج سر کی مرے، گر عطا ہوں
گئے عرش پہ جو قدم یا محمدؐ

اسے نعمتِ دو جہاں جانتا ہوں
ملے خاکِ پا کم سے کم یا محمدؐ

میں قدموں پہ سر رکھ کے جاں اپنی دیدوں
سبنے قبر زیرِ حرم یا محمدؐ

نظر پہلے آجائے روئے منوّر
نکل جائے پھر میرا دم یا محمدؐ

پناہِ دو عالم کی مجھ کو اماں ہو
کرم ہو، کرم ہو کرم یا محمدؐ

دلِ صاحبِ بےنوا نے نبیؐ کو
پکارا کیا دم بدم یا محمدؐ

۱۲ر جنوری ۱۹۸۱ء

۱۵/۲/۸۱ء

ہر سانس وقف یادِ شہِ انبیاء ہے آج
ہر روز سے سوا کرم کبریا ہے آج
شاید اُدھر کا کوئی اشارہ ملے اُسے
سینہ مثالِ شق قمر کھِل پڑا ہے آج
ڈر ہے کہ موت آہی نہ جائے چمن سے دور
دردِ فراق اور بھی حد سے سوا ہے آج
رحمت گماہے نزدل کہ سرکار کا ظہور
دامن میں اک نبی نے جو پھیلا دیا ہے آج
سرِ راہ بھی گردِ راہ ہے طوفاں بھی گردِ پا
کس کا قدم یہ عرش کی جانب بڑھا ہے آج
لے مانگ لے خدا سے تو صاحب جو چاہیے
ہر اُمتی پہ وقتِ قبولِ دُعا ہے آج

۱۷ر فروری ۱۹۸۱ء

سوختہ جان و تشنہ کام آیا
حوضِ کوثر سے بھر کے جام آیا
ہر جگہ نام لے لیا اُن کا
یہ وسیلہ ہی میرے کام آیا
جب بھی بھیجا ہے صدقِ دل سے درود
مجھ پہ سرکارؐ کا سلام آیا
ہو گئیں مشکلیں مری آساں
جب بھی لب پہ تمہارا نام آیا
اے اجل منہ چھپائے گی کب تک
شہرِ سرکارِ ذی مقام آیا
اپنے قدموں میں اب جگہ دیجے
سیدی آپ کا غلام آیا
اشک آنکھوں میں آ گئے صاحبؔ
جب رسولِ خدا کا نام آیا

مرے سرکار آئے اس جہاں میں روشنی آئی
تنِ مردہ میں گویا زندگی ہی زندگی آئی

بہار آئی چمن میں، ہر کلی کو چومتی آئی
مسرت کے نشہ میں لڑکھڑاتی جھومتی آئی

سروں میں سرخوشی آئی، دلوں میں تازگی آئی
قدم سرکار کے لے کر حیاتِ سرمدی آئی

اندھیرے ظلم و استبداد کے سب ہو گئے رخصت
محمدؐ مصطفیٰ کے ساتھ ایسی روشنی آئی

جہاں پھیلے تھے عصیاں، ریت جیسے ریگزاروں میں
گنہگاروں کو رحمت چپہ چپہ ڈھونڈتی آئی

ہوئی، کافور جس سے کافری، فرعون سامانی
جبینوں میں سمٹ کر ایسی ساری بندگی آئی

نہیں ملتی تھی جن کو پیٹ بھر نانِ جویں برسوں
انہی پر ناز فرماتی ہوئی پیغمبری آئی

گئے نعلین جیسے عرش پر سرکارؐ کے صاحبؔ
مرے کام اس طرح نعلین سے وابستگی آئی

نبیؐ کا نامِ نامی جب بھی لب پر آگیا صاحبؔ
چمک آنکھوں میں آئی اور دل میں تازگی آئی

ملوں تجھ سے تو شادی مرگ کی صورت میں ڈھل جائے
تڑپ کر گر پڑوں قدموں میں تیرے دم نکل جائے

مری منزل جدا ہے قافلے والوں سے کیا مطلب
مجھے تو آج ہی جانا ہے، جو جاتا ہے وہ کل جائے

ذرا میری طرف اے رحمتِ عالم نظر کرنا
جہنم بھی ہو گر قسمت میں، جنت سے بدل جائے

عمل اب جہنم کا خطر، روزِ جزا کا ڈر
ادھر دیکھو تو یہ چبھتا ہوا کانٹا نکل جائے

خدا نے دی ہے وہ قدرت شہنشاہِ دو عالم کو
بلا کا ذکر ہی کیا، سر سے آئی موت ٹل جائے

پلے فرعون کی آغوش میں جب حضرتِ موسیٰ
تو امت آپ کی سرکار یونہی کیوں نہ پل جائے

عمر رضا سا کوئی اس عالمِ ہستی میں پیدا ہو
جو تم چاہو تو اس دنیا کا نقشہ ہی بدل جائے

ہوا انشق القمر سرکارؐ کے ادنیٰ اشارے سے
جو اٹھ جائے نظر تو آفتابِ حشر ڈھل جائے

تجلی سے تری اے شمعِ بزمِ انبیاء صاحب
تڑپ کر مثلِ پروانہ گرے اور گر کے جل جائے

بیاں کیا ہو حقیقت میں حسب حال اُن کا
پسند خاطرِ خالق ہے جب جمال اُن کا
دو ٹکڑے چاند ہوا جن کے اک اشارے پر
یہ معجزہ بھی ہے چھوٹا سا اک کمال اُن کا
خدا نے خُلق کی تعریف جن کے فرمائی
وہ شاہکار ہے کردارِ بےمثال اُن کا
خیال تک جنھیں چھونے سے رہ گیا قاصر
بیاں کیسے ہو تم سے کوئی کمال اُن کا
ملے تو کیسے ملے جسمِ پاک کا ثانی
ہے قد کا سایہ تلک جب کہ بےمثال اُن کا
چراغِ مہرِ قیامت ہے، جن کے سامنے گل
وہ آفتابِ رسالت ہے لازوال اُن کا
وہ پیشِ رب رہے اُمت کے واسطے گریاں
رہا نہ فکر سے خالی کبھی خیال اُن کا
دلو لبِ کی شفاعت کے ہیں صاحب
نہ رد ہوا ہے کبھی بھی کوئی سوال اُن کا

۱۴-۳-۱۹۷۶ء

عالم تمام پرتوِ نورِ محمدؐ است
صلِّ علیٰ کہ جشنِ ظہورِ محمدؐ است

بہرِ کلیم وادیٔ سینا مقامِ قرب
عرشِ عظیم وادی و طورِ محمدؐ است

وابستہ امم زِ دامنِ دولت مراچہ غم
ربِّ کریم ہست غفورِ محمدؐ است

اے منکرِ حدیث تو قرآں زکس شنید
عرفانِ ذاتِ حق زِ شعورِ محمدؐ است

واعظ مراچہ باک زتاریکیٔ لحد
روشن دلم زِ بقعۂ نورِ محمدؐ است

اے رحمتِ تمام توئی شافعِ اُمم
فریادِ انبیاء بحضورِ محمدؐ است

تا حشر نشہ از سرِ صاحب کجا رود
سرگشتہ زجامِ ظہورِ محمدؐ است

عرضداشت بحضور مرشدی و مولائی حضرت سید محمد ابو نصر صاحب قبلہ الحموی رح

۲۴/۷/۶۹ء

مانتا ہوں کہ مرا طالع بیدار نہیں
کیا کوئی چیز مگر آپ کا دربار نہیں

سربلندی تہیں ہر سر کا مقدر لیکن
کونسا سر ہے کہ جو آج سردار نہیں

ہائے انصاف کہاں جس کی دوہائی دیجے
اُن کا اقرار بھی جب مانع انکار نہیں

حق پسندی کے اگر آپ نہیں ہیں قائل
بیگناہی کے چلو ہم بھی طرفدار نہیں

کس سے ناقدریٔ عالم کی شکایت۔ جبکہ
کہ یہاں جنسِ وفا کا بھی خریدار نہیں

تیرے دیدے کو، ترے گیسوئے پیچاں کو اگر
دُزدِ دو کالا بھی جو ٹھہرائیں خطادار نہیں

کوستے جرم کو ٹھکرا یا نہ گیا میرے سر
کونسا جرم ہے، جس کا میں سزادار نہیں

آپ خود ڈوب کے اس درد کی تہ کو پائیں
ورنہ اب دل میں تو کچھ بھی دمِ گفتار نہیں

ہو جو منظور تو ہے درد کا درماں ممکن
حالتِ زار مگر قابلِ اظہار نہیں

آخری وقت ہے اک بار تو حامی بھرئے
ہم نے مانا کہ سُنی، آپ سے سو بار نہیں

قلبِ روشن سے ذرا دیکھ تو لیجے پہلے
صاف پھر کہیے کہ تو صاحبؔ کردار نہیں

۱۲ر فروری ۱۹۸۱ء

میں تشنہ لب ہوں رواں فیض عام ہے تیرا
چھلکا دے ، ساقیٔ کوثر جو نام ہے تیرا

ہے ارضِ پاک مدینہ میں گو ترا مسکن
فرازِ عرشِ معلیٰ مقام ہے تیرا

ہے ذاتِ پاک تری ذاتِ قدس میں یوں ضم
کلامِ پاک خدا کا کلام ہے تیرا

امام تو ہے رسولوں کا اور نبیوں کا
شفیعِ روزِ جزا جب تو نام ہے تیرا

ترا ہی سودا ہے سر میں مرے سمایا ہوا
بس ایک خیال یہ صبح و شام ہے تیرا

خیال تیرا ہی آتا ہے مجھ کو سانس کے ساتھ
زباں پہ ذکر ہے اور لب پہ نام ہے تیرا

سیہ کار ہوں میں تو شفیعِ محشر ہے
بچانا نارِ جہنم سے کام ہے تیرا

کمالِ بے ادبی ہے جو بار بار کہوں!
بلائے قدموں میں صاحب غلام ہے تیرا

وہ ایک بندۂ بے دام صاحب مفتوں!
ہزار جاں سے آقا غلام ہے تیرا

ادب کے ساتھ ہے یہ التجا سلطانِ محشر سے
اُٹھوں گا تو اٹھوں گا روزِ محشر آپ کے دَر سے

لگی دل کی بجھا دیں گے مجھے طیبہ میں پہنچا کر
لگا رکھی ہے یہ اُمید میں نے دیدۂ تر سے

میں تشنہ کام ہوں سرکارؐ میرے ساقیٔ کوثر
مجھے سیراب فرمانا بلا کر حوضِ کوثر سے

جگر کا خون، اشکِ چشم لے آیا ہوں نذرانہ
مرے آقا مرے دامن کو بھر دے لعل و گوہر سے

نظر قدموں پہ جھک کر پھر نہ اُٹھی سوئے دُرِ صاحب
نہ نکلی ہائے میری کوئی حسرت قلبِ مضطر سے

۲۱؍ فبروری ۱۹۸۱ء

دل میں حضورؐ کے ہے طلبگار کی جگہ
دامانِ پاک میں ہے گنہگار کی جگہ

اے رحمتِ تمام ہو رحمت کی اک نظر
دیوانیوں نے لی گُل و گلزار کی جگہ

تسخیرِ عزم دُشمنِ جانی کے واسطے
خلقِ نبیؐ نے پائی ہے تلوار کی جگہ

اُمت کے واسطے اُتر آئے تھے فرش پر
عرشِ بریں ہے احمدِ مختار کی جگہ

عشقِ محمدیؐ کا یہ فیضانِ عام ہے
خلدِ بریں نے لی رسن و دار کی جگہ

در پر نبیؐ کے موت جو آئے تو جی اُٹھوں
قدموں میں اُن کے ہو دلِ بیمار کی جگہ

اپنی مثال آپ ہے سرکارؐ کا ظہور
کفار کو بھی کب ملی انکار کی جگہ

رحمت تمام اُن پہ، نبوت تمام ہے
کوئی نبیؐ نہ آئے گا سرکارؐ کی جگہ

صدقہ حرے نبی کا ہے، صاحبؔ یہ دردِ عشق
موسیٰ کو جیسے نور ملا نار کی جگہ

۲۶ فروری ۱۹۸۱ء

نبیؐ کی محبت جو سینے میں ہے
تو نام اُن کا دل کے نگینے میں ہے

ہوئی تلخ یوں ہجر میں زندگی
نہ اب لطف کھانے نہ پینے میں ہے

ہے دو نیم یہ نیم جاں یا نبیؐ
دکن میں بدن جاں مدینے میں ہے

تڑپتا ہوں میں رات دن ہند میں
کہ سرکارؐ کا گھر مدینے میں ہے

اگر آپ کا سنگِ در ہو نصیب
مزہ زندگانی کا جینے میں ہے

خدارا بُلا لو مدینہ اُسے
کہ صاحب یہ، غم کے سفینے میں ہے

۲۷، فبروری ۱۹۸۱ء

اشک تھمتے نہیں زنہار مدینے والے
دل گرفتہ ہوں میں سرکار مدینے والے

دیکھنے کو ترے انوار سدا روتی ہیں
اشکِ خوں چشمِ گنہ گار مدینے والے

سُنتا آیا ہوں کہ منہ مانگی عطا ہوتی ہے
میں ہوں بس تیرا طلبگار مدینے والے

آپ ہیں شاہِ اُمم شافعِ روزِ محشر
اور میں ایک گنہ گار مدینے والے

آپ مسیحائے زماں، مرہمِ زخمِ دوراں
ہے غلام آپ کا بیمار مدینے والے

آپ کے در پہ پہنچ جاؤں اک بار تو بس
موت منظور ہے سو بار مدینے والے

عدل و انصاف کے اُٹھ جانے سے دل بیٹھ گیا
زندگی بن گئی آزار مدینے والے

۵۸۲

ایسی دوری سے یہ مجبوری سے یہ معذوری سے
ایسے جینے سے ہوں بیزار مدینے والے

دُور کب تک یہ غلام آپ کا قدموں سے رہے
اس کو بلوا لیجئے سرکار مدینے والے

وہ بھی دن ہو کہ رہوں آپ کے در پر حاضر
سب لُٹا کر مرا گھر بار مدینے والے

پھر کرم صاحبِ محزوں پہ ہو پیہم آقا
بخش دو دولتِ دیدار مدینے والے

۲۸ فروری ۱۹۸۱ء

ازل کے نور کا میں ہوں فدائی یا رسول اللہ
ذرا کر کے تو دیکھو رہنمائی یا رسول اللہ

اجل نے کی ہے مجھ سے بیوفائی یا رسول اللہ
تمہارے در پہ بھی ملنے نہ آئی یا رسول اللہ

بڑھا حد سے سوا دردِ جدائی یا رسول اللہ
مدینے کی مجھے پھر یاد آئی یا رسول اللہ

اگر مجھ کو عطا ہو پاسبانی آپ کے در کی
میں سمجھوں گا ملی ساری خدائی یا رسول اللہ

پریشاں حال اُمت آپ کی ہے ساری دُنیا میں
دہائی رحمتِ عالم، دہائی یا رسول اللہ

دمِ آخر خدارا ساری کلفت دُور کر دیجے
مجھے کب زندگانی راس آئی یا رسول اللہ

تمہارے ایک جلوے پر فدا سو جان کر دوں گا
بجھا دو آگ جو تم نے لگائی یا رسول اللہ

خدا ستار ہے اور آپ جب ہیں شافعِ عالم
نہ ہونے پائی میری جگ ہنسائی یا رسول اللہ

گدائی بخش دو صاحبؔ کو اپنے آستانے کی
تمہاری یادشاہی ہے خدائی یا رسول اللہ

۱۴ر مارچ ۱۹۸۱ء

منقبت حضرت صدیق اکبرؓ

قربِ سرکارؐ کا یہ دیدۂ حیراں عالم
دیکھ صدیقؓ کے رتبہ کا درخشاں عالم

ہے ابوبکرؓ کے نام کی کچھ ایسی تاثیر
ذکر سے ان کے ہوا جاتا ہے لرزاں عالم

کلمۂ حق تھا زباں پر تو عمل سنت پر
دم قدم سے تھا انہی کے تو گلستاں عالم

سوزِ صدیقؓ کا بس ایک شرر ہے خورشید
اس کرشمے کے سبب سے ہے درخشاں تاعالم

اپنی ہستی کے سوا کچھ بھی نہ چھوڑا گھر میں
ہے ابوبکرؓ کے ایثار پہ حیراں عالم

حُسنِ تنظیم سے روشن رہی دُنیا، صاحبؔ
دورِ صدیقؓ میں تھا بزمِ چراغاں عالم

جب تصور میں مرے گنبدِ خضرا آیا
آنکھ بھر آئی کہ اُمڈا ہوا دریا آیا

سامنے میرے جو شہرِ شہِ والا آیا
دل میں اندیشۂ امروز نہ فردا آیا

اپنی دُوری کا جب احساس ہوا شدت سے
لب پہ جان آئی مرے منہ کو کلیجہ آیا

جب ہوئی آپؐ کی خاکِ کفِ پا سے نسبت
دونوں عالم میں مرے کام یہ رشتہ آیا

دینِ اسلام پہ کیوں کفر کے بادل چھائے
وقت سرکارؐ کی امت پہ یہ کیسا آیا

پر بچھاتے تھے ملک سارے قدم کے نیچے
شبِ معراج جو شاہنشہِ بطحا آیا

اے اجل کب سے ترے واسطے سرگرداں ہوں
وا کر آغوش کہ اب شہرِ مدینہ آیا

آگیا سامنے روئے متجلائے رسولؐ
موت کا جب مرے ماتھے پہ پسینہ آیا

اپنے دامن میں چھپا لیجئے، صاحب کو حضورؐ
آپ کے در پہ غلام آپ کا، آقا آیا

۱۵ مارچ ۱۹۸۱ء

ابرِ میخانۂ طیبہ یہ جو گھر کر آیا
میرے حصے کا مرے ہاتھ میں ساغر آیا

بے ٹھکانہ ہے مدینے میں ٹھکانہ کردو
ایک محتاجِ کرم دُور سے چل کر آیا

خود کو کس منہ سے میں بے مایہ و نادار کہوں
گنجِ حبِّ نبوی مفت مرے گھر آیا

اپنے سرکارؐ پہ صدقے کیے لعل و گوہر
وقت پر کام جو آیا دلِ مضطر آیا

دامنِ پاک کا سایہ تھا گنہ گاروں پر
جب سوا نیزے پہ سورج سرِ محشر آیا

اب اسے لوٹ کے سرکار نہ جانے دیجے
یہ گدا بار دگر آپؐ کے در پہ آیا

آتشِ عشقِ محمدؐ نے اُسے پھونک دیا
سرِ محشر مرے عصیاں کا جو دفتر آیا

میری قسمت کے پلٹنے میں ہے کیا دیر حضورؐ
آپ نے چاہا تو سورج بھی پلٹ کر آیا

جب جلایا ہے جگر عشقِ نبیؐ میں، صاحبؔ
میرا جو سانس بھی آیا وہ معطر آیا

۱۹ مارچ ۸۶ء

کب قیامت یاد نے سرکارؐ کی ڈھائی نہیں
کب زباں پر نام آیا آنکھ بھر آئی نہیں

کام ہے عاجز نوازی آپؐ ہیں عاجز نواز
مجھ پہ پھر کیوں آپؐ کی چشمِ مسیحائی نہیں

عرش پر خورشید خاور ذرۂ خاکی بفرش
کون کہتا ہے ان دونوں میں یکجائی نہیں

ہو کے عاجز سرنگوں ہے نعت گوئی میں قلم
یہ ہے اظہارِ حقیقت خامہ فرسائی نہیں

بیخودی ایسی کہ کھودے لاکھ فرزانوں کے ہوش
ہوں فدائی آپؐ کا مجنونِ صحرائی نہیں

ایسا کوئی دل بھی ہے جو آپ کا شیدا نہ ہو
ایسی کوئی آنکھ بھی ہے جو تمنائی نہیں

دونوں عالم میں کہاں سرکارؐ کا ثانی، مگر
ایسی یکتائی پہ بھی دعوئے یکتائی نہیں

دم بھرا کرتا ہے صاحبؔ آپ ہی کا یا نبیؐ
لے کے خوشبو باغِ طیبہ سے صبا آئی نہیں

۲۰ / مارچ ۱۹۸۱ء

ربّ ہی جانے مرتبہ اپنے رسولِ پاکؐ کا
چشمِ ظاہر ہیں ہماری ۔ ہم ہیں تودہ خاک کا

آپ ہیں نورِ مجسّم سارا عالم خاک کا
کیا تقابل ہو بھلا انساں کا خاشاک کا

کس طرح پُتلا نکل آیا کمر سے آپؐ کی
کس طرح قائم رہا پتھر شہِ لولاک کا
ق

رمز ہے مثلِ بشر اے دل نہ ہو دھوکا کہیں
عقل کو کیا دخل اس میں کام کیا ادراک کا

عطر و عود و مُشک و عنبر اُن کے گیسو کے نثار
ان کے کرتے پر بجا ٹکڑے گُلِ صد چاک کا

اک اشارے پر پلٹ آیا تھا جن کے آفتاب
جن کے ایمار پر بٹا پیکر مہ دوچاک کا

ایک ذرے کے ہے دل میں آرزو خورشید کی
کچھ ٹھکانہ بھی ہے آخر جذبۂ بے باک کا

عرش پر بھی ساتھ تھے نعلین جن کے وہ نبیؐ
ان کے آگے گرد ہیں، کیا مرتبہ افلاک کا

روشنی آنکھوں کی جب پیراہنِ یوسفؑ نے دی
ہم کو اندازہ ہوا سرکارؐ کی پوشاک کا

روتے روتے یا نبیؐ، فرقت میں بینائی گئی
آپؐ کے دامن پہ حق ہے دیدۂ نمناک کا

اُن کے صدقے میں صاحبؔ دل مرا قندیلِ نور
ورنہ کیا میری حقیقت میں ہوں پتلا خاک کا

۱۹ر مارچ ۱۹۸۱ء

ابھی اک نظر مجھ پر مرے سرکار ہو جائے
تباہی کے بھنور سے میرا بیڑا پار ہو جائے

نگاہ لطف مجھ پر اے شہِ ابرار ہو جائے
زمانہ سا برا دشمن مرا غمخوار ہو جائے

مجھے حاصل اگر سرکار کا دیدار ہو جائے
رخِ روشن کا پروانہ دلِ بیمار ہو جائے

غمِ دوری نے شاہا زیست سے بیزار کر ڈالا
ملے گر خاکِ طیبہ زندگی سے پیار ہو جائے

تمہارے ہجر میں جاری ہیں آنسو دیدۂ تر سے
کہیں ایسا نہ ہو میری نظر بیکار ہو جائے

ہوا باغِ تمنا خشک میرا دل ہے افسردہ
نظر ڈالو کہ یہ صحرا گل و گلزار ہو جائے

نبیؐ کے عشق میں آہِ رسا کا پوچھنا کیا ہے
کہیں یہ برق بن جائے کہیں تلوار ہو جائے

دعائے بدر کے صدقے میں یارب سرخروئی دے
ہمارا دشمنِ دیں پھر ذلیل و خوار ہو جائے

مرے اللہ تجھ سے اس قدر ہے عرض صاحبؔ کی
دمِ آخر اُسے سرکارؐ کا دیدار ہو جائے

پہنچوں گا مدینے کو مَیں سلطانِ مدینہ
اللہ جو کر دے مرا سامانِ مدینہ

کونین کی ہے جان اگر جنّتِ طیبہ
سرکارِ مدینہ ہیں دل و جانِ مدینہ

سو جان سے دل شاہِ مدینہ پہ تصدّق
آنکھیں مری سو جان سے قربانِ مدینہ

رکھ دل میں جگہ اپنے مری خاکِ مقدّس
ہے دفن میرے سینے میں ارمانِ مدینہ

ہو قیصر و کسریٰ کو تمنّائے غلامی
دیکھیں جو کبھی خواب میں ایوانِ مدینہ

افلاک نشیں جانتے ہیں قدر کچھ اس کی
پہچانیں گے کیا خاک نشیں شانِ مدینہ

سر رکھ کے درِ پاک پہ مر جاؤں گا صاحبؔ
اللہ بنا دے مجھے دربانِ مدینہ

۲۰ مارچ ۱۹۸۶ء

منقبت بحضور مرشدی و مولائی حضرت سید محمدؒ ابو نصر صاحب قبلہ الحموی

دلا دو مرادِ دعا سیدی
تمہی ہو مرا آسرا سیدی
بدل جائے دن میں شب زندگی
اشارہ کرو تم ذرا سیدی
مکافات کچھ تو یہاں بھی ملے
یہ مانا ہے روزِ جزا سیدی
ملی ہے کسے عمر خضری یہاں
خدا تم کو رکھے سدا سیدی
مرا ہاتھ تھاما سہارا دیا
چہل سال گزرے ہیں یا سیدی
رہیں آپ راضی تو میں مطمئن
بلا سے رہے جگ خفا سیدی

ابھی تک بھنور میں ہے کشتی مری

ہو حسین کے تمہی ناخدا سیدی

ہو مختار تم اور مجبور ہم

ادھر دیکھو بہر خدا سیدی

ادا قولِ مرداں کی دکھلاؤ تم

کرو پورا اپنا کہا سیدی

جو آیا مُراد اپنی پا کر گیا

میں اب تک ہوں دَر پر کھڑا سیدی

مری صبح پیری کی شام آ گئی

بتا دو ٹھکانہ مرا سیدی

ہو تبدیلِ تقدیر صاحبؔ ابھی

اگر تم کرو گے دُعا سیدی

۲۱ مارچ ۱۹۸۱ء

۲۸ مارچ ۱۹۸۱ء

قیامت تک رہے آباد میخانہ محمدؐ کا
لگائے میں رہوں آنکھوں سے پیمانہ محمدؐ کا

بھلا نارِ جہنم کیا جلائے گی مجھے واعظ
چھپائے ہوں میں اپنے دل میں کاشانہ محمدؐ کا

پلایا شربتِ دیدار پھر بھی تشنہ لب ہوں میں
چھلکا دے یا الٰہی دے کے خمخانہ محمدؐ کا

نہ جائے میرے سر سے نشۂ حُبِ نبیؐ یا رب
اُٹھوں میں حشر میں بھی بن کے مستانہ محمدؐ کا

سرِ محشر اُٹھا اک شور جب صاحب وہاں پہنچا
وہ دیکھو سامنے آتا ہے دیوانہ محمدؐ کا

اپنے محبوب سے ملتا ہے خدا آج کی رات
تھا جو طالب وہی مطلوب ہوا آج کی رات

پھول بن بن کے ہر اک زخم کھلا آج کی رات
میرا ہر درد بنا میری دوا آج کی رات

جوش پر رحمتِ حق ہے بخدا آج کی رات
جو ہے کافر وہی محروم رہا آج کی رات

ایک ادنیٰ سی عطا یہ شبِ معراج کی ہے
رات بھر رہتا ہے وا بابِ دعا آج کی رات

دے مجھے بھی مرے مولا مری منہ مانگی مراد
جوش پر ہے ترا دریائے عطا آج کی رات

ہر مسلماں کو رہِ راست کی توفیق ملے
دینِ اسلام کا یوں تازہ ہوا آج کی رات

یوں تو ہر شئے سے چھلکتے ہیں خدا کے جلوے
حسن بے پردہ ہوا جلوہ نما آج کی رات

بھیج دے پھر کوئی فاروق رضؓ عادل یارب
دلِ مظلوم کی ہے آہ و بکا آج کی رات

اشک تھمتے ہی نہیں ہے وہ وفورِ رحمت
مل گیا دل کو محبت کا مزا آج کی رات

اپنے اعمال کا صاحبؔ تجھے کیوں غم اتنا
جو سیہ کار تھا بخشا وہ گیا آج کی رات

۲۸؍ مارچ ۱۹۸۱ء

ہے نجاتِ ابدی رویتِ سرکارؐ بھی ہے
روزِ محشر مجھے اللہ کا دیدار بھی ہے

آنکھ جلووں کو سمیٹے ہوئے سرشار بھی ہے
اور حیرانیِ دل پشت بہ دیوار بھی ہے

کوئی منصور میسر نہیں آتا، ورنہ
سربلندی کے لئے اوجِ سرِ دار بھی ہے

رخِ پرنور محمدؐ کے تصدق، قرباں
میرا ایمانِ دل صورتِ پرکار بھی ہے

ایک ہی لفظ کی تفصیل ہے لاکھوں دفتر
اک دبی آگ مگر مانعِ اظہار بھی ہے

ہم کو آدم سے ملا تاجِ شرف ورثے میں
اور غلامیِ نبیؐ طرۂ دستار بھی ہے

آنکھ اٹھا کر کوئی جنت کی طرف کیا دیکھے
رشکِ صد خلد بریں آپؐ کا دربار بھی ہے

دیر کیا ہے مرے سرکارؐ مسیحائی میں
ایک محتاجِ نظر حاضرِ دربار بھی ہے

کیوں نہ لوٹوں میں مزے لطف و عطا کے صاحبؔ
میں گنہگار بھی ہوں، رب مرا غفار بھی ہے

۳۱ مارچ ۱۹۸۱ء

غریبِ شہر کو راحت ملی مدینے کی
گدائے درؔ تھا میں دولت ملی مدینے کی

خدا نصیب کرے جنت البقیع ہمیں
خدا ملا جسے جنّت ملی مدینے کی

جُھکا جو سر درِ اقدس پہ تو جُھکا ہی رہا
کچھ ایسی دل کو عبادت ملی مدینے کی

ہے میرے واسطے گویا قبالۂ جنّت
ترے کرم سے جو دعوت ملی مدینے کی

ملیں اُسی کو دو عالم کی نعمتیں صاحبؔ
خُدا سے جس کو محبّت ملی مدینے کی

۶؍ اپریل ۱۹۸۱ء

دل میں ہے مرے اُلفتِ گیسوئے محمدؐ
تکتا ہوں مدینے کی طرف سوئے محمدؐ

پھرتا ہوں میں آنکھوں میں لئے کوئے محمدؐ
اللہ دکھادے رُخِ نیکوئے محمدؐ

اک بار نظر آئے تو بس دل میں اُتر جائے
قربان ترے خنجرِ ابروئے محمدؐ

اک آن میں تقدیرِ عمرؓ ہو گئی تبدیل
اے معجزۂ نرگسِ جادوئے محمدؐ

اللہ و نبی ایک ہیں، لیکن ہوں میں دو بیم
رُخ جانبِ کعبہ ہے تو دل سوئے محمدؐ

اصحابِ نبیؐ خاص جو تھے چار تھے صاحبؔ
ہر کام میں تھے قوتِ بازوئے محمدؐ

۶، اپریل ۱۹۸۱ء

دائم پڑا ہوا ہوں درِ بارگاہ پر
تکیہ فقیر کا ہے ہمیشہ سے شاہ پر

ہر سانس کا مدار ہے اب اشک و آہ پر
سرکارؐ اک نظر مرے حالِ تباہ پر

ماں باپ مال و دولت و اولاد سب نثار
قربان جان و دیدہ و دل اک نگاہ پر

اختر ہے میرا زحل تو بن جائے مشتری
چلتا ہے حکم آپ کا خورشید و ماہ پر

بدلو شبِ فراق مری روزِ عید سے
تم کو ہے اختیار سفید و سیاہ پر

اک مرکزِ نگاہِ دو عالم حضورؐ ہیں
"نظریں لگی ہوئی ہیں رسالت پناہ پر"

کیا کیا نہ دست دپا نے کئے زندگی میں جرم
پھر کیسے اعتبار ہو جھوٹے گواہ پر

عصیاں تمام راحتِ باری نے چُن لئے
واعظ سزا ملے گی مجھے کس گناہ پر؟

اُس منزلت کا ہم کو تصوّر بھی ہے محال
فائز [illegible] ہیں حشر میں جس عزّ و جاہ پر

اشکِ گہر بھی ہیں عرقِ انفعال بھی
افشاں یہ چُن گئی مری روئے سیاہ پر

اے اشک تجھ کو قطرے سے دریا خدا کرے
پانی سا پھر گیا مرے فردِ گناہ پر

یارب عطا ہو قوّتِ بازوئے حیدری
نالہ پہ ہے یقیں نہ بھروسہ ہے آہ پر

میرا خیال میری تڑپ میرا ہر نفس
یہ قافلے رواں ہیں مدینے کی راہ پر

صاحبؔ کو کر دیا جو غلامی سے سرفراز
جمشید کو بھی رشک ہے اس کجکلاہ پر

۷؍ اپریل ۱۹۸۱ء

زباں پہ لب پہ مرے، یا نبیؐ ہے، یارسول اللہ
تمہاری یاد ہر دم ہر گھڑی ہے یارسول اللہ

مدد فرمایئے للّٰہ بہر خدا اب اپنی اُمّت پر
قیامت ہے قیامت آ کھڑی ہے یارسول اللہ

مدد فرمایئے آقا مدد اپنے غلاموں کی
خدائی کی خدائی، آپ کی ہے یارسول اللہ

وہ ذرہ بن گیا ہے رشک خورشید و مہ و انجم
تمہاری اک نظر جس پر پڑی ہے یارسول اللہ

کہاں تم آفتابِ دو جہاں مولا، کہاں صاحب
کہاں تقدیر ذرے کی لڑی ہے یارسول اللہ

سرکارِ دو جہاں ہیں، امامِ انبیاء ہیں آپؐ
محبوبِ کبریا ہیں، رسولِ خدا ہیں آپؐ

یوں دیکھنے کے واسطے نورِ خدا ہیں آپؐ
اللہ کو خبر ہے حقیقت میں کیا ہیں آپؐ

دل کا مرے سرور ہیں، جان کا سکون ہیں
آنکھوں کا میری نور ہر اِک مدعا ہیں آپؐ

اللہ پاک مرتبہ دانِ رسولؐ ہے
اے عقل و ہوش حد سے تری ماورا ہیں آپؐ

اُمت کے ہر مرض کی دوا آپؐ ہیں حضورؐ
منشائے حق ہیں، رحمتِ حق کی عطا ہیں آپؐ

ہیں آپؐ بھی قریبِ رگِ جاں اسی طرح
اللہ سے حضور، بھلا کب جدا ہیں آپؐ

ضم آپ میں ہے شعلۂ [illegible]
پروانہ وار شمعِ ازل پر فدا ہیں آپؐ

اے نورِ چشمِ آدمؑ و دلبندِ آمنہؓ
اللہ کے خلیلؑ کے دل کی دعا ہیں آپؐ

سب کچھ ہے ذاتِ آپؐ کی صاحبؔ کے واسطے
ہیں قبلہ گاہ و قبلۂ ایزد نما ہیں آپؐ

۹، اپریل ۱۹۸۱ء

اے شمعِ وصل روئے ضیا بار دکھانا
پروانہ ہوں میں جلوۂ انوار دکھانا

محتاج ہے بے بس ہے گدا دور پڑا ہے
طیبہ میں بلا کر درِ دُر بار دکھانا

بند قفسِ ہجر میں ہے بلبلِ شیدا
تم اس کو پھر اک گل و گلزار دکھانا

رو رو کے مری آنکھوں میں آئی ہے سفیدی
اے مہرِ عرب مطلعِ رخسار دکھانا

جس طور سے کام آئی دعا جنگِ بدر میں
اب ہم کو وہ منظر مرے سرکارؐ دکھانا

اسلام کا جو دورِ ابوبکرؓ و عمرؓ تھا
دنیا کو پھر اس شان کے دربار دکھانا

بیساختہ پیار آئے مسیحا نفسی کو
کچھ ایسی تڑپ اے دلِ بیمار دکھانا

داغِ غمِ ہجراں کو چھپائے دلِ ناداں
یہ گنجِ خفی کیا سرِ بازار دکھانا

ہوتا رہے دیدار سے، صاحبؔ بھی مشرف
اک بار جو مانگے اسے سو بار دکھانا

۱۸ اپریل ۱۹۸۱ء

مرے سرکار فرقت میں تمہاری یاد آتی ہے
لبوں پر جاں کھنچ کھنچ کر دمِ فریاد آتی ہے

مری اُفتادگی آدم بھی دیکھیں تو کہیں شاید
پڑی تھی مجھ پہ جو اُفتاد مجھ کو یاد آتی ہے

مرے سرکارؐ قدموں میں جگہ دینے کو بلوائیں
تجھے کوئی ادا ایسی دلِ ناشاد آتی ہے؟

چھپالو اب خدارا سایۂ دامانِ رحمت میں
فلک سے ہر بلا ہم پہ لئے بیداد آتی ہے

مسلمانوں پہ جنگِ بدر کا پھر وقت ہے مولا
تصدق جان و دل کہہ دو ابھی امداد آتی ہے

نہیں فارغ میں دم بھر کو حضورِ شاہؐ سے صاحبؔ
تصور آنکھ میں رہتا ہے، دل میں یاد آتی ہے

۲۹ اپریل ۱۹۸۱ء

روشن دلیلِ صبح، کرن آفتاب کی
سیرت سے ہم کو مل گئی صورت کتاب کی

ملتے نہیں جب ایک ہی صورت کے دو بشر
پھر کیا مثال ہو مرے عالی جنابؐ کی

ہر لمحہ اسمِ پاک جو وردِ زباں رہے
آئے نہ کیوں دہن سے مرے بُو گلاب کی

سر رکھ کے بال و پَر کو بچھاتے ہیں جبرئیلؑ
عظمت وہ جانتے ہیں مدینے کے باب کی

کتنے گلوں کا رنگ ولایت کا آفتاب
ہے عطرِ گل میں ایک جھلک بُوتراب کی

دُنیا ہے ان کے زیرِ قدم اور نادِ سرد
حائل جنھیں مدد ہے رسالتمآب کی

جاؤ نکیرو تم مرے آقا سے پوچھ لو
مجھ میں کہاں ہے تاب سوال و جواب کی

کس میں ہے تابِ تابشِ نظارۂ جمال
کیا آفتابِ رُخ کو ضرورت نقاب کی

حُبِّ نبیؐ کہ ورثۂ نارِ خلیلؑ ہے
سینوں میں لذتیں ہیں اسی التہاب کی

کیا پوچھنا ہے تیرے جلال و جمال کا
ادنیٰ سی ہے مثال مہ و آفتاب کی

دشمن کی مغفرت کی دعائیں حضورِ رب
حد بھی ہے کوئی اس کرمِ بے حساب کی

نعلین ساتھ عرش پہ سرکارؐ لے گئے
کیا منزلت حضورؐ کے ہے ہمرکاب کی

جلتا رہا ہوں آتشِ فرقت میں شاہ کی
راہیں تمام بند ہیں مجھ پر عذاب کی

یا رب نہیں ثبات کسی شئے کو بھی مگر
قائم رہے یہ وضع مرے اضطراب کی

جلتا رہا ہے آتشِ عشقِ نبیؐ میں دل
آنے لگی نفس سے مرے بُو کباب کی

نعتِ نبیؐ میں میری روانی کو دیکھ کر
رُک رُک گئی ہے نبض بھی دریا کے آب کی

تصویر بن گیا تمہیں رویا میں دیکھ کر
دل پر ہے میرے نقش یہ تصویر خواب کی

کیا قطب ہے، کوئی ولی لاؤں گدائے در
کیا کچھ نہ نعمتیں ہیں ترے انتساب کی

گو ہوں خراب حال مجھے اس پہ ناز ہے
رکھتے ہو تم خبر مرے حالِ خراب کی

سرکار کی شبیہ مبارک کا ہے نگیں
دل میں جو ایک بوند بچی خونِ ناب کی

بلوا کے پاس اپنے، ٹھکانے لگایئے
صاحبؔ نے رہ کے ہند میں مٹی خراب کی

۵، مئی ۱۹۸۱ء

سر میں ہوا ابھری ہے جو طیبہ کے باغ کی
ہوتی ہے عرش پر بھی رسائی دماغ کی

عشقِ نبیؐ کی راہ کا کانٹا بھی پھول ہے
باقی رہی نہ شرط کوئی باغ و راغ کی

ہے آفتابِ حشر کا چرچا بہت، مگر
اتنی تو روشنی ہے مرے دل کے داغ کی

شامِ فراق ٹپکے جو عشقِ نبیؐ میں اشک
پھیلی ہے روشنی گھر شب چراغ کی

وہ مئے چھلک رہی ہے جو جامِ طہور سے
صاحبؔ وہی شراب ہے میرے ایاغ کی

دولتِ دیدارِ حضرتؐ موت سے پہلے ملے
مجھ کو جنّت کی بشارت موت سے پہلے ملے

آتشِ عشقِ نبیؐ سے گرمیٔ ایمان ہے
یہ جراحت یہ حرارت موت سے پہلے ملے

دولتِ دیدار تو محشر میں سب پر عام ہے
یا نبیؐ مجھ کو یہ دولت موت سے پہلے ملے

دوریٔ خاکِ درِ اقدس سے ہوں سکرات میں
زندگی کی کوئی صورت موت سے پہلے ملے

گلشنِ طیبہ کی دعوت جلد ملجائے نبیؐ
مجھ کو اُس جنّت کی راحت موت سے پہلے ملے

قامتِ والا کے صدقے جائے صاحبؔ دم بدم
یا نبیؐ اس کی قیامت موت سے پہلے ملے

۳۱ مئی ۱۹۸۱ء

سلام بحضور حضرت امام حسینؓ

زندگی کی خوب صورتی ہیں حسینؓ
ہر زمانے کی ضرورت ہیں حسینؓ

مہرِ تابانِ رہِ صدق و صفا
اوجِ مہر بامِ صداقت ہیں حسینؓ

ان کو کہیے پاسبانِ حرّیت
احترامِ آدمیت ہیں حسینؓ

قامتِ قد آور د باطل شکن
شر پہ اک شورِ قیامت ہیں حسینؓ

گو شہیدِ خنجرِ بیداد ہیں
مرہمِ زخم و جراحت ہیں حسینؓ

سر کٹایا سر جھکانے کے عوض
سربلندی کی علامت ہیں حسینؓ

حق نگر، حق گو، ہیں صاحبؔ حق نما
منزلِ تسکین و راحت ہیں حسینؓ

۱۱ر جون ۱۹۸۱ء

کس سر پہ نہیں اے دل احسان محمدؐ کا
چلتا ہے دو عالم میں فرمان محمدؐ کا

خود رہبر ہر منزل، خود دافع ہر مشکل
ہے کلمۂ حق کتنا آسان محمدؐ کا

طیبہ کا ہر اک ذرہ رشکِ مہِ نو نکلا
ہے پیش نظر جلوہ ہر آن محمدؐ کا

ساغر بھری آنکھوں کے کیا جانیے کیوں چھلکے
آیا ہے مرے دل میں جب دھیان محمدؐ کا

ادراکِ خودی میں ہے ادراکِ خداوندی
ان دونوں کا حاصل ہے عرفان محمدؐ کا

اس حسنِ ازل کا اک تو ہی نہیں پروانہ
کس دل میں نہیں اے دل ارمان محمدؐ کا

ہر شمع ہوئی روشن اس شمعِ رسالت سے
مل جائے ہر اک دل کو ایقان محمد کا

چوکھٹ پہ ہو سر میرا جس دم مری جاں نکلے
تا حشر رہوں یا رب دربان محمد کا

اک ٹاٹ کا بستر ہے اک گھاس کا چھپر ہے
اللہ غنی یہ ہے ایوان محمد کا

تکریم ہوئی واجب یوں اس کی فرشتوں پہ
صاحب ہے مدینے میں مہمان محمد کا

یہ لذتِ جانکاہی، یہ اشکِ گہر صاحب
صدقہ ہے محمد کا، فیضان محمد کا

۱۷ جون ۱۹۸۱ء

وابستہ اُن کی یاد رہے زندگی کے ساتھ
"یارب گزار دے مری، میرے نبیؐ کے ساتھ"
کٹنے کو کٹ رہی ہے خوشی نا خوشی کے ساتھ
نکلے یہ جان جا کے مدینہ خوشی کے ساتھ
نقشِ قدم پہ آپؐ کے ہو ختم زندگی
اور حشر و نشر بھی ہو مرا آپؐ ہی کے ساتھ
یہ بات میرے کاسۂ خالی نے کھول دی
ارمان کتنے بند ہیں دل کی کلی کے ساتھ
پروانہ ہوں میں آپؐ وہ روشن چراغ ہیں
میری حیات و موت ہے بس آپؐ ہی کے ساتھ
کیونکہ وہ آپؐ کے رُخِ روشن پہ جان دوں
روشن ہے دل کا طُور اسی روشنی کے ساتھ

ہے اک نگاہِ رحمتِ عالمؐ کا یہ کرم
بہتے ہیں اشکِ خوں تو ریا دلی کے ساتھ

کب تک جدا رہوں میں دیارِ حبیبؐ سے
کب تک گزارنا ہے مجھے اجنبی کے ساتھ

پایا کسی نبیؐ نے نہ پایا حضورؐ کا
جو بات آپؐ کی ہے رہی آپ ہی کے ساتھ

لے چل مدینے مجھ کو مری شامِ زندگی
اتنا تو ہو کہ نذر کروں جان خوشی کے ساتھ

دستِ طلب بڑھانے کی صاقب فقط ہے دیر
تائیدِ ایزدی تو ہے ہر آدمی کے ساتھ

۲۴ جون ۱۹۸۱ء

جگمگاتا ہے مرے سینے میں ارمانِ رسولؐ
دل میں روشن ہے مرے شمعِ شبستانِ رسولؐ

خالقِ کونین خود ہے جب ثناخوانِ رسول
میں کہاں سے ڈھونڈ لاؤں مدح شایانِ رسولؐ

میں ہوں اک ادنیٰ غلامِ دوستدارانِ رسولؐ
ہر عمل میرا ہو یارب زیرِ فرمانِ رسولؐ

مل نہیں سکتی سعادت زورِ بازو سے کبھی
ہے بہ توفیقِ الٰہی علم و عرفانِ رسولؐ

اس قدر محبوب تھے سرکار کو روزہ نماز
ہے بجا کہیئے اگر ان کو دل و جانِ رسولؐ

کیا سعادت مل گئی ہے نعت گوئی کے طفیل
ہم بھی اس زمرے میں ہیں جس میں ہیں حسانِ رسولؐ

خوف کیا خورشید محشر کی تمازت سے مجھے
حشر کے دن بھی رہوں گا زیرِ دامانِ رسولؐ

قیصر و کسریٰ کے سر آگے عمرؓ کے جھک گئے
بادشاہوں کے شہنشہ ہیں گدایانِ رسولؐ

عشقِ احمد سے ہوا گلشن دلِ ویراں مرا
یا خدا مہکے ابد تک یہ گلستانِ رسولؐ

آپ کے اخلاق کو رب نے کہا خُلقِ عظیم
نصِ قرآں میں ہے گویا عطرِ سامانِ رسولؐ

تا قیامت ہے منوّر نور سے سرکار کے
دل جو ٹھہرا یہ تو مہرِ درخشانِ رسولؐ

آگ اور پتھر کی بارش کافروں پر اب نہیں
اُن کی بعثت کا صدقہ، یہ ہے فیضانِ رسولؐ

دونوں عالم کے لیے رحمت بنا جس کا ظہور
تھی خدائے پاک کی یہ شانِ شایانِ رسولؐ

بعد چودہ سو برس کے آج بھی ہے دیدنی
آنکھ والو دیکھ لو شانِ غلامانِ رسولؐ

ہر درندہ چل پڑا سن کر سفینہؓ کا کہا
یہ تھا اک ادنیٰ مقام زیردستانِ رسولؐ

بن گئی میری لحد طیبہ میں اُن کے لطف سے
یوں بھی صاحب ہوں سراپا رہنِ احسانِ رسولؐ

۲۶ جون ۱۹۸۱ء

کیوں باب خلد ہو نہ درِ مصطفیٰ کا نام
منزل ہے آخرت کی اسی نقشِ پا کا نام

جب ساتھ ہے درود تو مقبول ہے دُعا
مربوط ہر دُعا سے ہے اُن کی ثنا کا نام

ہو جیسے روشنی کا ظہور آفتاب سے
وابستہ ہے خدا سے رسولِ خدا کا نام

دُنیا کی کوئی دین ہو یا دین کا صلہ
ہر خیر ہر عطا میں ہے خیرالوریٰ کا نام

خونِ جگر سے میں نے کھلایا ہے یہ چمن
نعت محمدی نہیں طرزِ ادا کا نام

صاحبؔ رہے گا ساتھ قیامت کے روز بھی
ہے نقش لوحِ دل پہ شہِ انبیاء کا نام

۳ر جولائی ۱۹۸۱ء

زندگی کا ہوا عنصر نام رسولِ عربی
آپ ہیں دافعِ آلام رسولِ عربی

ثبت ہے عرش پہ جو نام رسولِ عربی
ہے خدا کا وہی پیغام رسولِ عربی

تشنہ لب کب سے کھڑا ہوں درِ اقدس پہ حضورؐ
دیجئے کوثر سے بھرا جام رسولِ عربی

دو اگر اذن تو طیبہ میں یہ ہو جائے غروب
میرا سورج ہے لبِ بام رسولِ عربی

آج درپیش ہے پھر فاتحِ خیبر کی مہم
ہو علیؓ سا کوئی ضرغامِ ہمتام رسولِ عربی

مجھ کو حسرت ہے یہی موت کے پہلے میں بھی
دیکھ لوں ظلم کا انجام رسولِ عربی

ہے نظر سوئے فلک جانبِ طیبہ دل ہے
ہر دم آنکھوں میں ہے انجام رسولِ عربی

آرزو ہے کہ مدینے کی زمیں ہو مدفن!
اور کفن میرا ہو احرام رسولِ عربی

سہہ کے آلام جدائی، سے بالب دل ہے
اب چھلکنے کو ہے یہ جام رسولِ عربی

ہر گھڑی آپ کے دیدار کی دیتی ہے نوید
ہے نفس موت کا پیغام رسولِ عربی

بھیجا مخلوق نے خالق نے درود اور سلام
آپ کا نام ہے وہ نام رسولِ عربی

موت کی نیند کا آرام ملے طیبہ میں
زندگی کی ہوئی، اب شام رسولِ عربی

آپ والی بھی ہیں سرکار بھی آقا اس کے
صاحبؔ اک بندۂ بیدام رسولِ عربی

۱۰ / جولائی ۱۹۸۱ء

رسولِ پاک تمہارا کوئی جواب بھی ہے
بتاؤ دہر میں کیا اور آفتاب بھی ہے
وہ دن کو مہر ہے اور شب کو ماہتاب بھی ہے
شفیع روزِ جزا صاحبِ کتاب بھی ہے
ازل کا نور بھی عرفان کی شراب بھی ہے
جو مانگتے ہو مدینے میں دستیاب بھی ہے
وہ خوش نصیب بھی ہے اور کامیاب بھی ہے
جو بارگاہِ رسالت سے فیضیاب بھی ہے
خبر ہے اس کو دو عالم کے ایک ایک پل کی
وہ تاجدارِ مدینہ جو محوِ خواب بھی ہے
وہ آفتاب کہ سایہ کہاں ہے جس پہ سحاب
جواب اپنا ہے خود یعنی لاجواب بھی ہے

اسی کو کشتِ عمل کر دیا ترے صدقے
وہ زندگی کہ جو اک خواب ہے سراب بھی ہے

اب آگے اور مراتب ہیں کیا خدا جانے
ترے نصاب میں شق القمر کا باب بھی ہے

بنا کے رحمتِ عالم الخفیں کیا مبعوث
ترے کرم کا خدایا کوئی حساب بھی ہے

کہا یہ شہؐ نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے لئے
"قمر بھی ہے مرے پہلو میں آفتاب بھی ہے"

اسی کا ثاٹ کا بستر ہے گھاس کا چھپّر
جو مرتبے میں رسالت کا آفتاب بھی ہے

بروں کو حشر کے دن آپ بخشوائیں گے
رہے خیال، بُرا صاحبِ خراب بھی ہے

۱۰ر جولائی ۱۹۸۱ء

ہجومِ یاس میں حسرت کا اژدہام بھی ہے
درِ حبیبؐ مری مرگِ ناتمام بھی ہے

پہنچ رہا ہے تجھے دل کی دھڑکنوں کا سلام
ترا درود مری نعت کا کلام بھی ہے

کلامِ پاک کی تفسیر ہر عمل تیرا
چراغِ راہِ ہدایت ترا کلام بھی ہے

کبھی نہ بھولنے والے گناہگاروں کے
یقین ہے کہ دعاؤں میں میرا نام بھی ہے

مَیں اپنے آپ کو بہلا رہا ہوں یہ کہہ کر
مدینہ دور سہی مرگ تیز گام بھی ہے

زمانہ آج بھی دیتا ہے آپ ہی کی مثال
مرے نبیؐ کی طرح کوئی نیک نام بھی ہے

اسیرِ عشقِ نبیؐ ہوں ازل سے اے صاحب
مری نجات کا گویا یہ انتظام بھی ہے

اب اس سے بڑا کیا کوئی مقام بھی ہے
خدا کے بعد محمدؐ تمہارا نام بھی ہے

خدا کے لب پہ محمدؐ تمہارا نام بھی ہے
درود بھی ہے تمہارے لیے سلام بھی ہے

کسی نبیؐ کو ملا ایک مقام بھی ہے
کسی کے حصے میں معراج کی سی شام بھی ہے

لٹا رہا ہوں میں اشک گہر کہ میرا پیام
نوید شوق بھی ہے نذرِ احترام بھی ہے

لحد ہو خلد ہو دنیا کا کوئی گوشہ ہو
ہمیں تو روزِ جزا آپؐ ہی سے کام بھی ہے

سوائے آپؐ کے ممکن نہیں ہے بخیہ گری
دریدہ دامنِ دل ہے شکستہ جام بھی ہے

ہے باریاب ہمیشہ سے آہِ مظلوماں
یہ نالہ برق بھی ہے تیغ بے نیام بھی ہے
نبیؐ کی یاد میں ہر رات جلتا بجھتا ہوں
میں ایسی شمع ہوں حاصل جسے دوام بھی ہے
ہے میرے واسطے ایک ایک پل ایک صدی
مدینہ دُور بھی ہے حرگ سُست گام بھی ہے
تم اپنے نور سے مرقد مرا کرو روشن
اندھیری رات ہے مولا نیا مقام بھی ہے
حضورؐ حشر میں صاحبؔ کو بخشوا دینا
نگاہِ لُطف کا محتاج یہ غلام بھی ہے

۱۰ر جولائی ۱۹۸۱ء

دونوں عالم پہ اسی نام سے رحمت آئی
اسمِ اعظم کو لیے آپؐ کی صورت آئی

قبر کا نور بھی دیدار بھی اور جنت بھی
آپؐ کے در کی غلامی میں یہ دولت آئی

آپؐ کے نقشِ کفِ پا پہ جھکی جس کی جبین
اس کی تقدیر میں ہر اوج کی عظمت آئی

اُمتی آپکا میں ہوں یہ شرف کیا کم ہے
کام آئی ہے تو بس آپؐ کی نسبت آئی

آستاں بوسی کا مجھ کو بھی ہے شرف صاحبؔ
مجھ کو اک بار میسر یہ سعادت آئی

۱۰ر جولائی ۱۹۸۱ء

ہے آرزو کہ تصدّق غلام ہو جائے
فدائے روضۂ خیرالانام ہو جائے

قبول اُس کا درود و سلام ہو جائے
ہزاروں لاکھوں میں شامل غلام ہو جائے

مروں جو تم پہ تو حاصل دوام ہو جائے
مرا تمہارا شہیدوں میں نام ہو جائے

بُلا بھیجئے گر شہِ والا تو اے شبِ ہجراں
خوشی کچھ ایسی ہو جینا حرام ہو جائے

کرم سے آپؐ کے ہو خاتمہ بالخیر
خدا کے فضل سے قصّہ تمام ہو جائے

بہ پیامِ مرگ مدینے میں چل کے دے جو اجل
مقامِ غم بھی خوشی کا مقام ہو جائے

جہاں یہ مہرِ رسالت ہے جلوہ گر یارب
اسی دیار میں پیری کی شام ہو جائے

کرم سے ان کے مری خاک کا ہر اک ذرّہ
ضیائے دیدۂ ماہِ تمام ہو جائے

جلا ہوں ہجرِ نبیؐ میں بہے ہیں آنسو بھی
عجب نہیں ہے جو دوزخ حرام ہو جائے

اگر قبول کرے مجھ کو خاکِ طیبہ کی
یہ بے مقام بھی عالی مقام ہو جائے

خدا کرے مری ہر نعتیہ غزل صاحبؔ
قبولِ خاطرِ خیر الانام ہو جائے

۲۶ جولائی ۱۹۸۱ء

مدد کو پہونچئے سرکار غم کا مارا ہوں
بُرا ہوں، بد ہوں، گنہگار ہوں تمہارا ہوں

جلا رہی ہے ابھی آگ عشقِ مولا کی
بنے گا آگے جو اکسیر میں وہ پارا ہوں

بر آئے گی مری اُمید کب خدا جانے
ابھی تو یاس کے عالم کا اک نظارا ہوں

قدومِ پاک پہ آنسو ٹپک کے کہتا ہے
گرا ہے ٹوٹ کے جو عرش سے وہ تارا ہوں

قدومِ پاک سے نسبت کا ہے شرف مجھکو
ہے اوج جس کے مقدر میں وہ ستارا ہوں

رسولِ پاک کی اُمت میں رہ کے اے صاحب
یہ کیسے مان لوں آخر کہ بے سہارا ہوں

۲۶ر جولائی ۱۹۸۱ء

۵۸۲

میرے آقا مرے سرکارؐ مدینے والے
میرے والی مرے غمخوار مدینے والے

لب پہ جان آئی ہے فرقت میں مرا جاتا ہے
آپؐ کا طالبِ دیدار مدینے والے

اب یہ فرقت میں ہے عالم کہ مجھے ڈسنے کو
دوڑتے ہیں در و دیوار مدینے والے

بن گیا وقت بھی اب آپؐ کی اُمت کیلئے
سر پہ لٹکی ہوئی تلوار مدینے والے

ہو گیا ہوں میں چراغِ سحری جل جل کر
سخت مشکل سے ہوں دوچار مدینے والے

آرزو ہے کہ چلا آؤں درِ اقدس پر
سب لٹا کر مرا گھر بار مدینے والے

میں ہوں محتاجوں کا محتاج گداؤں کا گدا
تم ہو مختار کے مختار مدینے والے

بخشوا دو اسے، ہیں آپ شفیعِ محشر
اور صاحب ہے گنہ گار مدینے والے

۲۸ جولائی ۱۹۸۱ء

ہیں دونوں جان و دل مبتلا مدینے میں
ہو میری عید بھی یا مصطفےٰ مدینے میں

ہو جام وصل کا مجھ کو عطا مدینے میں
بُلا لو مجھ کو رسولِ خُدا مدینے میں

مرا سکون مرا مدعا مدینے میں
مرے حبیبؐ مرے مصطفےٰ مدینے میں

جھکاؤں کاش جبیں جب میں خاکِ طیبہ پر
تو پیشوائی کو آئے قضا مدینے میں

اُدھر تو مظہرِ شانِ جلال ہے مکّہ
اِدھر جمال کی ہے انتہا مدینے میں

مدینہ [illegible] رجا سے پناہ ہے
ہے پایۂ تختِ شہ انبیاء مدینے میں

نہ موت ہجر میں اچھی نہ زیست ہی اچھی
وصال وصل کا پائے مزا مدینے میں

نویدِ خُلد بشارت میں بانٹنے والے
دکھا دے بہرِ خدا میری جا مدینے میں

پناہِ خاک مدینہ ہی مانگ لی میں نے
قبول ہوتی ہے سب کی دُعا مدینے میں

اُٹھوں تو حشر میں طیبہ کی خاک سے اُٹھوں
رہوں تو بن کے رہوں نقشِ پا مدینے میں

غلام آپ کا صاحبؔ ہے دور اُفتادہ
بُلا لو پاس شہِ انبیاء مدینے میں

۳۱ر جولائی ۱۹۸۱ء

چلے قافلے والے سوئے محمدؐ
اُڑا لے بھی مشکبوئے محمدؐ

دکھا دے خدا مجھ کو روئے محمدؐ
نگاہوں کو ہے جستجوئے محمدؐ

سبھی حوضِ کوثر سے سیراب ہونگے
یہ ہے وسعتِ آبجوئے محمدؐ

نہ ہو عاصیو خوف روزِ جزا کا
کہ ہے بخشوانا ہی خوئے محمدؐ

خدا بخش دے گا ہر اِک اُمتی کو
ہے پیاری اُسے آبروئے محمدؐ

سمائی ہے سر میں ہوائے مدینہ
مرے دل میں ہے آرزوئے محمدؐ

فرشتوں نے آنکھوں کا سُرمہ بنایا
یہ ہے عظمتِ خاکِ کوئے محمدؐ

بُلا لیجئے صاحبؔ کو قدموں میں آقا
سگِ در کو مِل جائے کوئے محمدؐ

۱۰ اگست ۱۹۸۱ء

دین ہو کہ دُنیا ہو، اپنے ہوں کہ بیگانے
نورِ شمعِ احمدؐ کے جا بجا ہیں پروانے

آپؐ سے لگی ہے لَو آپ کے ہیں دیوانے
ہم جہاں میں ہیں لیکن زندگی سے بیگانے

آپؐ کی محبت کا نور سب دلوں میں ہے
ایک شمع ہے جس سے جگمگائے کاشانے

دیکھ کر صحابہؓ کا عشق ذاتِ اقدس سے
محو ہو گئے دل سے دل کے سارے افسانے

ذکر اُن کا سنتے ہی نام اُن کا لیتے ہی
جانے کیوں چھلکتے ہیں چشمِ نم کے پیمانے

سلسبیلِ طیبہ کی ہر طرف ہوئی جاری
کھل گئے جہاں بھر میں اس گلی کے میخانے

کائنات کی ہر شئے اُن کے بعد ہے صاحبؔ
ابتدا محمدؐ ہیں انتہا خدا جانے

۱۷ اگسٹ ۱۹۸۱ء

اپنے اسرار کو خدا جانے
رمز کو اس کے مصطفٰےؐ جانے

ہم دعاؤں میں اس سے کیا مانگیں
بے کہے جو کہ مدعا جانے

اک سگِ آستانِ پاک رسولؐ
در کہاں کوئی دوسرا جانے

جاں بلب ہوں میں شوقِ طیبہ میں
کب بلائیں گے وہ خدا جانے

جس کے دل میں ہو سوزِ پروانہ
کچھ وہی عشق کا مزا جانے

اُمتی ہم اُسی کے ہیں جس کو
ہر نبی اپنا آسرا جانے

۱۷/ اگست ۶۸۱

اب بھی دل کا درد ہوتا کم نہیں یا مصطفیٰ
اب اُٹھانے کو یہ صدمے دم نہیں یا مصطفیٰ

آپ کی چشمِ ترحم کے سوا اس دہر میں
زخمِ دل کے واسطے مرہم نہیں یا مصطفیٰ

میرے حصے میں مسلسل کلفتِ شامِ فراق
ویسے کوئی شئے یہاں دائم نہیں یا مصطفیٰ

مستقل دردِ جدائی نے کیا ہے خون خشک
دامنِ مژگاں بھی اب تو نم نہیں یا مصطفیٰ

شیونِ آبِ رواں ہے ڈوبنے تک بحر میں
قطرہ، دریا میں ابھی تک ضم نہیں یا مصطفیٰ

آپ تسکینِ دل و جاں دافعِ رنج و الم
آپ مل جائیں تو پھر کچھ غم نہیں یا مصطفیٰ

ہے آتشِ ہجراں سے گویا ہر نفس ہے شعلہ بار
نعتِ صاحبؔ نوحۂ ماتم نہیں یا مصطفیٰ

۲۷ اگسٹ ۱۹۸۱ء

ہوا ہمائے کے سایہ میں ضم سایہ محمدؐ کا
بجز اللہ کے ہے کون ہمسایہ محمدؐ کا

زوال آخر ہے ہر شئے کو نہیں اک دینِ احمدؐ کو
رہے گا تا ابد قائم یہ سرمایہ محمدؐ کا

فرشتوں میں نہ تو جن و بشر میں اُن کا ثانی ہے
نہیں ارض و سما میں کوئی ہم پایا محمدؐ کا

خدا نے ذکر کو سرکارؐ کے یوں سربلندی دی
زمین و آسماں میں نور پھیلایا محمدؐ کا

یہی اک معجزہ کیا کم ہے دُنیا کے لیے صاحبؔ
ملا قرآن کی صورت میں فرمایا محمدؐ کا

۳؍ ستمبر ۱۹۸۶

مِلا ہے نُطق شہِ بحر و بر کی بات کرو
نبیؐ کا ذکر ہے خیر البشر کی بات کرو

نکل کے جان مری پہلے جائے گی طیبہ
عزیزو مجھ سے اسی رہ گزر کی بات کرو

نبیؐ ہیں چاند تو اصحاب اُن کے تارے ہیں
نظر ملی ہے تو ذوقِ نظر کی بات کرو

بیانِ خُلد سے جی میرا بھر گیا یارو
نبیؐ کے گھر کی کچھ اُن کے نگر کی بات کرو

شبِ فراق کا رونا تو رو چکے صاحب
سحر قریب ہے، عزمِ سفر کی بات کرو

۲ ستمبر ۱۹۸۱

کرم سے تم ہوئے رب کے مکرّم یا رسول اللہ
تمہارے نام میں ہے اسمِ اعظم یا رسول اللہ

تپِ ہجراں سے ہوں بے حال، قدموں میں بلا لیجے
تڑپ دل کی ذرا ہوتی نہیں کم یا رسول اللہ

میں عاصی ہوں، خدا غفار ہے، تم رحمتِ عالم
یہی ہے بس اساسِ ربطِ محکم یا رسول اللہ

بحکمِ رب فرشتے آپ کو پہنچاتے جاتے ہیں
مرے نالے، مری فریادِ پیہم یا رسول اللہ

تمہارے آستاں کو چھوڑ کر جائے کہاں عاصی
تمہی تو ہو شہنشاہِ دو عالم یا رسول اللہ

غمِ دوری نے رگ رگ میں مری اک آگ بھڑکا دی
اگر غم ہے کوئی، تو ہے یہی غم یا رسول اللہ

بہت سے انبیاء پیدا ہوئے آدم سے عیسیٰ تک
ہوئے اک آپ ہی نورِ مجسم یا رسول اللہ

ہوائے شوقِ طیبہ کاش اڑا لے جائے صاحب کو
کہ اب عمرِ رواں اس کی رہی کم یا رسول اللہ

۲ ستمبر ۸۱ء

خدا کرے کہ ہو درپیش جو ہو پیش آئی
تمہارے در سے ہو وابستہ میری پیشانی

نہ دیکھا سایہ کبھی آنکھ نے ترا مولا!
ملے گا کیسے دو عالم میں پھر ترا ثانی

تمہاری رفعتِ عالی مقام ہے شاہا
ملی ہے آئینۂ شش جہت کو حیرانی

پڑھے جو کلمہ تمہارا زبان سے دل سے
خدا کے ذمے بس اُس کی ہوئی نگہبانی

اسیر بندِ شبِ غم ہوں مختصر یہ ہے
ہے داستانِ غم و درد میری طولانی

ہو مرے اشک کے قطرے میں بحر اک پنہاں
پھر اک بار اُٹھے نوح کی سی طغیانی

چراغِ مصطفویؐ کا ہوں میں بھی پروانہ
میں چاہتا ہوں غمِ عشق کی فراوانی

مدد کو آؤ کہ امت بہت پریشاں ہے
تمہارا دستِ مبارک ہے دستِ یزدانی

حضورؐ آپؐ کا اک کلمہ گو ہے صاحبؔ بھی
ہو اس کے واسطے دونوں جہاں میں آسانی

۳ر ستمبر ۱۹۸۱ء

وہ مسیحائی کو بیمار تک آ پہنچے ہیں
رحمتیں لے کے گنہ گار تک آ پہنچے ہیں

اور فیضانِ رسالت کی کشش کیا کہیئے
عشق کی لذّت سرشار تک آ پہنچے ہیں

حشر میں ہاتھ سیہ کاروں کے بڑھتے بڑھتے
دامنِ احمدِ مختارؐ تک آ پہنچے ہیں

اُن کو گرتے سے بچا لیتے ہیں میرے آقاؐ
جو سیہ کار سرِ نار تک آ پہنچے ہیں

یا نبیؐ آپ کے آگے بھی ہوئے اور نبی
وہ کہاں آپ کے کردار تک آ پہنچے ہیں

ابرہہ کی طرح ان کو بھی مٹا دے یا رب
تیرے دشمن گل و گلزار تک آ پہنچے ہیں

غمِ دوری میں شب و روز کے رونے والے
آنکھیں کھو کر ترے دیدار تک آ پہنچے ہیں

ہچکیاں بن کے نکلنے کو مری جان کے ساتھ
مرے ارماں لبِ اظہار تک آ پہنچے ہیں

خوش نصیبی کی حدیں اور بڑھیں اور بڑھیں
گرتے پڑتے ترے دربار تک آ پہنچے ہیں

قبر کی جا مجھے یثرب کے چمن میں دے دے
ہم ترے سایۂ دیوار تک آ پہنچے ہیں

اپنے در سے انھیں خالی نہ پھرانا داتا
مانگنے جو تری سرکار تک آ پہنچے ہیں

روشنی لے مہرِ دیں طاہر سے لپٹ کہ ہم
قبر کی پہلی شبِ تار تک آ پہنچے ہیں

مدحِ سرکارؐ کی بو جن میں سمائی صاحبؔ
شعر وہ حسن کے معیار تک آ پہنچے ہیں

۴؍ ستمبر ۱۹۸۱ء

جس کو ہے سجود ترا نقشِ پا ملا
اس سے فرازِ عرش پہ اُس کا خدا ملا
در سے حضورؐ کے کرمِ کبریا ملا
کیا پوچھتے ہو ہم سے یہاں آ کے کیا ملا
قطرے نے جب بھی دی ہے انا البحر کی صدا
وہ نور بن کے نور کے دریا سے جا ملا
ربِّ کریم کے یہ رسولِ کریمؐ ہیں
میں کیوں بتاؤں اُن کی کریمی میں کیا ملا
کیونکر نہ بختِ خفتہ کو اپنے دعائیں دوں
دیدارِ پاکِ روئے شہِ انبیاءؐ ملا
صاحبؔ ہزار بات کی یہ ایک بات ہے
جس کو ملے رسولؐ اُسی کو خدا ملا

۴ ستمبر ۱۹۸۱ء

گنہ گارانِ اُمت بھی شریکِ بزمِ احمدؐ ہیں
خدا کے ہمنوا یہ بھی ثنا خوانِ محمدؐ ہیں

محمدؐ ہی کی خاطر سے ہوئی تخلیق آدمؑ کی
خدا کی دین کی شاہِ دو عالم آخری حد ہیں

شرف سرکارؐ کے صدقے میں پایا آدمیت نے
بزرگی میں بنیؑ آدم اگرچہ جدِّ امجد ہیں

پیام اللہ کا پہنچا جہاں آدمؑ سے عیسیٰؑ تک
محمدؐ بھی انہی ادیان کے گویا مجدّد ہیں

انہی کے دم قدم سے ہیں بہاریں زندگانی کی
عنایات و کرم میں رحمت و الطاف بےحد ہیں

نہ کھا دو غم گنہ گارو کہ دائم پشت پر اپنی
محمدؐ ہیں، محمدؐ ہیں، محمدؐ ہیں، محمدؐ ہیں

مجھے یہ ناز ہے صاحبؔ کہ پشتینی فدائی ہوں
غلامانِ غلامِ احمدِؐ مرسل ابو جد ہیں

۸/ستمبر ۱۹۸۱ء

حمد

وادیٔ طور بھی تیری ہے یہ گوکل تیرا
رام تیرے ہیں سبھی، جو بھی ہے وہ کُل تیرا

نارِ دوزخ بھی تری خُلدِ بریں بھی تیرا
گلستاں بھی ہے ترا خار ترا گُل تیرا

تیرے ہی حُسن کے ہیں تا بہ ابد سب جلوے
چاند سورج سے بھلا کیا ہے تقابل تیرا

بے نیازی کی قسم اے مرے دینے والے
مجھ کو مایوس نہ کر دے یہ تغافل تیرا

لب پہ فریاد نہ شکوہ نہ فغاں ہے صاحبؔ
واہ کیا ضبط ہے کیا صبر و تحمّل تیرا

۱۰ ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

عاصی کی کیا بساط ہے عاصی کا کیا سلام
پڑھتا ہے کم تر یہ صبح و مسا کبریا سلام
جز اشک و آہ اور کوئی مشغلہ نہیں
پہنچا درِ حضورؐ پہ بادِ صبا سلام
بس اک خیال آپؐ کا رہتا ہے روز و شب
میرا ہے یہ درود، یہی ہے مرا سلام
نازاں وہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ کیوں نہ ہو
جس کو نہ ہے نصیب جواباً ملا سلام
جاتا ہوں اب تو آؤں گا کہیں جو پھر نصیب
تجھ کو مری جبیں کا درِ مصطفےٰؐ سلام
صاحبؔ میں فرطِ شوق سے کیونکر نہ جان دوں
لیتے غلام کا ہیں شہِ انبیاء سلام
وہ دن بھی ہو کہ آکے مدینے میں خدا کرے
صاحبؔ سنائے آپ کو کہہ کر نیا سلام

۴، جنوری ۱۹۸۲ء

مانگوں نہ ایک چیز بھی میں کائنات سے
میرا سوال ہے تو محمدؐ کی ذات سے

یادِ نبیؐ میں گذرا ہے گذرا ہے جو نفس
نسبت کا سلسلہ ہے بندھا اُن کی ذات سے

تاثیرِ سیرتِ نبویؐ کا نہ پوچھ حال
ذرّہ بھی آفتاب بنا ان صفات سے

ہے ذات جس کی باعثِ تخلیق کائنات
وابستہ ہے امید اسی پاک ذات سے

معمور ذکرِ پاک سے ہے ہر نفس مرا
خالی جو پَل ہے وہ نہیں میری حیات سے

رویا میں جب حضورؐ کا جلوہ ہوا نصیب
وہ رات کم نہیں ہے مجھے شب برات سے

اُس اسمِ ذاتِ پاک کے صاحبؔ نثار میں
بدلا ہے سمِ حیات ہے قند و نبات سے

۴ر جنوری ۱۹۸۲ء

محمدؐ آپ کے دم سے شعورِ حق و باطل ہے
وگرنہ کوئی رہبر ہے نہ جادہ ہے نہ منزل ہے

دُعائیں مغفرت کی بولہب کے واسطے یارب
بشر کا حوصلہ ایسا کہاں ایسا کہاں دل ہے

نہیں حُبِ نبیؐ سے بڑھ کے کوئی چیز عالم میں
یہی ہے حاصلِ دُنیا یہی عقبیٰ کا حاصل ہے

مَیں وہ عاصی وہ ناداں ہوں مجھے ننگِ بشر کہیئے
گواہی ذرّہ ذرّہ دے لقب یہ اُس کے قابل ہے

مرے اشعار میں عشقِ نبیؐ کی لَے جو پنہاں ہے
فرشتوں کا وہی نغمہ وہی شورِ عنادل ہے

مری کشتی کا پردہ ہے مرے سرکارؐ کا دامن
مرے پیشِ نظر طوفاں نہ مجھکو فکرِ ساحل ہے

کچھ کیفیت ہے زیست کی طیبہ کی دوری میں
کوئی جینے کے لائق ہے نہ مرجانے کے قابل ہے

غمِ ہجرِ نبیؐ میں ڈوب کر میں پار ہو جاؤں
غمِ ہجرِ نبیؐ بھی قرب ہی کی ایک منزل ہے

خمیرِ آب و گِل ہے پیکرِ آدمؑ مگر صاحبؔ
غمِ عشقِ نبیؐ ہو تو مجسم جان ہے دل ہے

۱۱ ربیع المنور ۲ ۱۴۰ھ

محمدؐ گر نہ ہوتے ہم نہ ہوتے
دلوں کے جامِ جمِ جم نہ ہوتے

سمجھ لیتے اگر صبر و رضا کو
ہماری زندگی میں غم نہ ہوتے

اثر ہے رحمتِ عالم کا ورنہ
ہمارے دیدۂ پُرنم نہ ہوتے

برستی آسماں پر آگ ہم پر
اگر وہ رحمتِ عالم نہ ہوتے

نبیؐ کا عشق صاحبؔ گر نہ ہوتا
حیات افروز درد و غم نہ ہوتے

۱۱ ربیع المنور ۱۴۲۲ھ

گلستانِ دو عالم میں بسی خوشبو محمدؐ کی
گُلِ ریحاں سے نکلی نکہتِ گیسو محمدؐ کی

مہ و انجم میں سورج میں زمیں کے ذرے ذرے میں
کرن پھیلی ہوئی ہر سمت ہے روئے محمدؐ کی

جو تیغ برق سے ہرگز نہیں تا حشر بھی ممکن
کرم دم بھر میں ممکن جنبشِ ابرو محمدؐ کی

زمانے بھر میں جتنی نیکیاں اُمت نے کی ہونگی
قیامت میں وہ ہوں گی قوتِ بازو محمدؐ کی

زمیں پر چار چھینٹے جب بھی پڑتے ہیں مہکتی ہے
خمیرِ آب و گِل تجھ میں ہے یہ خوشبو محمدؐ کی

صحابہؓ ہوں کہ اہلِ بیت ہوں یا اولیاؒ صاحبؔ
ملے گی آپ کو اِن میں وہی خوشبو محمدؐ کی

۱۱ ربیع المنور ۱۴۰۲ھ

سرِ بالیں محمدؐ مصطفےٰ کا جب قدم آیا
پئے رخصت وہیں آنکھوں میں کھنچ کے میرا دم آیا

لحد میں امتحاں کے واسطے جس دم نکیر آئے
محمدؐ یا محمدؐ لب پہ میرے دم بہ دم آیا!

فدائے روضۂ اقدس ہوا ہوں جب سے میں شاہا
تمہارے غم کے ہوتے دوسرا کوئی نہ غم آیا

سمائی ہے مرے سر میں ہوا جب سے مدینے کی
مجھے اے زندگی تیرا تصور کم سے کم آیا

غلامی تھی شہ والا کی ایسی نعمتِ عظمیٰ
مرے لینے کو رضواں آگے بڑھ کے دو قدم آیا

فرشتے لے چلے جب روح میری جانب طیبہ
اُٹھا غل دیکھنا پروانۂ شمع حرم آیا

ہُوا جب خاتمہ ختمِ رُسل کے نام پہ میرا
تو آئی جان میں جاں اور مرے دم میں دم آیا

گیا تھا گڑگڑانے کے لیے دربار میں اُن کے
جگہ قدموں میں دینے، سر کی میں دے کر قسم آیا

بحقِ پنجتن پوری کرو ہر مانگ سائل کی
سمجھانے کا سے اُمید محتاجِ کرم آیا

مئے حُبِّ نبی سے خوب جب سے ہوں سرشار تو صاحبؔ
مرے حصے میں ہر اک جام بن کر جامِ جم آیا

۲۸ ربیع المنوّر ۲۰۰۴ء

جان و دل دونوں فدا ہیں یا محمدؐ مصطفےٰؐ
مظہرِ نورِ خدا ہیں یا محمدؐ مصطفےٰؐ

آپؐ محبوبِ خدا ہیں یا محمدؐ مصطفےٰؐ
آپؐ کب رب سے جُدا ہیں یا محمدؐ مصطفےٰؐ

ہاتھ خالی آپ کے در سے کوئی لوٹا نہیں
صاحبِ جود و سخا ہیں یا محمدؐ مصطفےٰؐ

ہر نبیؑ کے واسطے ہر اُمتیؓ کے واسطے
آپؐ ہی کے نقشِ پا ہیں یا محمدؐ مصطفےٰؐ

آپؐ کے اسمِ گرامی میں ہے اکسیرِ شفا
دافعِ ہر اک بَلا ہیں یا محمدؐ مصطفےٰؐ

اِنس و جاں سب آپ ہی کے تابعِ فرماں ہیں
حاکمِ ارض و سما ہیں یا محمدؐ مصطفےٰؐ

دین میں دُنیا میں شاہا بیکسوں کے واسطے
آپ ہی حاجت رَوا ہیں یا محمد مصطفےٰ

آپؐ کے انوار سے ہے دونوں عالم پر نکھار
آپؐ ہی نورِ خدا ہیں یا محمد مصطفےٰ

آپؐ کے حُسنِ عمل سے آئینہ ہے آب آب
مظہرِ صدق و صفا ہیں یا محمد مصطفےٰ

صاحبِ عاصی ہے مولا آپؐ کا ادنیٰ غلام
آپؐ شاہِ انبیاء ہیں یا محمد مصطفےٰ

۲۵ جنوری ۱۹۸۲ء

۵۸۲

منقبت بحضور غوثِ اعظمؓ

نہیں آپ سا دوسرا غوثِ اعظمؓ
محبِّ حبیبِ خدا غوثِ اعظمؓ

مُرادِ دلِ مصطفیٰؐ غوثِ اعظمؓ
نبیؐ کے ہو دستِ عطا غوثِ اعظمؓ

درِ گنجِ عرفان و عشقِ محمدؐ
وِلا سے تمہاری کھُلا غوثِ اعظمؓ

ہوئے تم جو راضی خدا بھی ہے راضی
ہیں راضی رسولِ خدا غوثِ اعظمؓ

یقیں ہے مجھے اپنی منزل رسی کا
مرے پیشوا رہنما غوثِ اعظمؓ

ملے کچھ تو لقمِ البدل مجھ کو آخر
شبِ ہجر کا دو صلہ غوثِ اعظمؓ

تمہی تو ہو نائبِ رسولِ خُدا کے

غریبوں کا ہو آسرا غوثِ اعظمؓ

علو مرتبت آپؓ ہیں اولیا میں

بڑا ہوں ہیں سب سے بڑا غوثِ اعظمؓ

غدا بھی اُسی کا خدائی بھی اُس کی

ہوا دل سے جو آپ کا غوثِ اعظمؓ

فداؔ جان و دل سے تصدق ہے تم پر

فدائیؔ بھی تم پر فدا غوثِ اعظمؓ

سند قادریت کی صاحبؔ نے پائی

ملا جو بھی تم سے ملا غوثِ اعظمؓ

۳۰؍ جنوری ۱۹۸۱ء

۱؎ حضرت معروف علیشاہ قادری رحؒ فداؔ

۲؎ حضرت شاہ ہدایت محی الدین خاں فدائیؔ

ہر حکم آپؐ کا ہے دستورِ عین فطرت
سیرت حضورؐ کی ہے ہر دور کی ضرورت

جز آپؐ کے ملی ہے کس کو شہا یہ عزت
تا حشر کب رہی ہے قائم کوئی حکومت

اس شاہِ دو جہاں نے سن کر کلامِ مدحت
جاری کیا ہے میرا پروانۂ شفاعت

حامی ہیں جب سے میرے سرکارؐ دو جہاں کے
حاصل ہوئی ہے مجھ کو اللہ کی حمایت

مٹی میں مل چکے تھے جو اشک میرے گر کر
کیا تھی خبر بنیں گے گوہر وہ بیش قیمت

ہر نعمتِ الٰہی ہے ختم آپؐ ہی پر
ہیں فخرِ آدمیت وہ خاتم النبوت

اس ذات کے تصدق جو نور ہے سراپا
چمکے گا تا قیامت مہر و مہ رسالت

اس شمعِ رُخ پہ جل کر بن جاؤں خاکِ طیبہ
اللہ میرے پیدا ایسی ہو کوئی صورت

صاحبؔ سا ایک بیکس بے یار بے سہارا
اور آپؐ کا ہو دامن اللہ تیری قدرت

۲۶ جنوری ۱۹۸۴ء

تھی مری جان کو بیکلی رات بھر
یادِ طیبہ ستاتی رہی رات بھر

روضۂ پاک آنکھوں میں پھرتا رہا
غم سے بدلی ہوئی تھی خوشی رات بھر

جاں نکلنے کو تن سے مچلتی رہی
موت پہلو بدلتی رہی رات بھر

خون رگ رگ میں میری اُبلتا رہا
یا نبیؐ آنکھ میں تھی نمی رات بھر

رات بھر داغ دل میرے جلتے رہے
رات پھیکی ہوئی تھی مری رات بھر

رات بھر رقص بسمل کا ہوتا رہا
تیغ فرقت کی چلتی رہی رات بھر

جانب در میری آنکھ تکتی رہی
شمع خاموش جلتی رہی رات بھر

یا نبیؐ کوئی پرساں نہ تھا ہجر میں
آتی جاتی رہی سانس ہی رات بھر

صاحبؔ بے نوا مثلِ سیماب تھا
جاگنے میں کٹی یا نبیؐ رات بھر

۳ ر فروری ۱۹۸۲ء

ہے انبیاء میں آپؐ کا درجہ امام کا
کیا پوچھنا ہے سیدِ عالی مقام کا

ایسا کوئی سخی نہ کوئی آستانِ فیض
صدقہ ہے کائنات رسولِ انام کا

سرکارؐ جلوۂ رخِ روشن دکھائیے
اب زیست جیسے اک کنارہ ہے شام کا

ہو دمبدم نصیب، ہے جب تک کہ دم میں دم
کرتا رہوں طواف میں بیت الحرام کا

روزِ حساب، عرصۂ محشر میں دیکھنا
صاحبؔ مقامِ شاہؐ کے ادنیٰ غلام کا

۲۸ مارچ ۱۹۸۲ء

منقبت بحضور حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نوازؒ

کرم ہو خاص مرے حال پر غریب نوازؒ
لگا دو مجھ کو فرشتوں کے پر غریب نوازؒ

غریب ہوں میں، نہیں لعل و زر لُٹانے کو
قبول ہوں مرے اشکِ گہر غریب نوازؒ

جو سر پٹک کے کہا ہائے اب کدھر جاؤں
پکار اُٹھے یہ دیوار و در غریب نوازؒ

مقام آپ کا کتنا بلند ہے خواجہؒ
نہیں نظر کی وہاں گزر غریب نوازؒ

قدم پاک کو جب چھو سکی نہ میری نظر
بنایا آہ کو پھر نامہ بر غریب نوازؒ

تمام عُمر کٹی جہل کے اندھیرے میں
ہوا اب تو شام کی سحر غریب نوازؒ

نگاہ و قلب کو آقا مرے روشن کرو
نہ ہونے پائے کبھی کو خبر غریب نوازؒ
بنا دو تم مرے نخلِ امید کو طوبیٰ!
عطا کرو مجھے میرا ثمر غریب نوازؒ
تمہارے پاس مدینے سے ہو کے آیا ہوں
نہ ہونے دو مجھے اب دَر بدَر غریب نوازؒ
ہے مرے دل میں درِ دستگیرؒ کا ارماں
عطا کرو مجھے اذنِ سفر غریب نوازؒ
جو دَر پہ آیا ہے دل کی مراد پایا ہے
کھڑا ہوں کب سے لئے چشمِ تر غریب نوازؒ
غلام آپ کا ہے گرچہ نام ہے صاحبؔ
غریبِ شہر پہ بھی اک نظر غریب نوازؒ

اجمیر شریف ۶ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ یکم مئی ۸۲ء

منقبت بحضور حضرت سید محمد ابو نصر صاحب قبلہؒ

نہیں تخت و تاج سے کم مرا منصبِ گدائی
مرے ساتھ ہے زمانہ مرے ساتھ ہے خدائی

مجھے ناز ہے تو یہ ہے کہ ہوں خاک تیرے پا کی
تو کمالِ حسن و خوبی، میں تمام تر بُرائی

جو کبھی بھٹک گیا ہوں کہیں سیاہ وادیوں میں
تری زلف نے مہک کر، مری کی ہے رہنمائی

یہ تھی خوبیٔ مقدر، تری خاکِ در سے نسبت
مرے کام آئی ہر دم، ترے نام کی دُہائی

مرے دل کی دھڑکنوں میں، مرے گرم آنسوؤں میں
ملی تیری گرم جوشی، تری جب بھی یاد آئی

تو وہ شہریار ملت ہے قدم سے جس کے نصرت
ترا دستِ دستگیری ترا نورِ مصطفائی

ترے وصل میں بھی آنسو ترے فصل میں بھی آنسو
نہ تو غم ہی راس آیا نہ خوشی ہی راس آئی

یہ سنا تھا جسم و جاں سا ہے دلوں کا بھی تعلق
ہوئے ہم جُدا جو تجھ سے مجھے موت کیوں نہ آئی

سرِ حشر ساتھ مِرا مرے یار دینے والے
مرا ہاتھ تو نے چھوڑا یہ ہے کیسی آشنائی

ترے جام کے تصدق بہ مجھے ہوش کب کسی کا
بہ غرورِ مجبلا ہی نہ شعورِ پارسائی

تری ہر ادا ہے قاتل، ترا ہر نفس مسیحا
جسے چاہے زندگی دے تری ایک لب کُشائی

تجھے پا کے کیسے کھوتا، بہ تجھے کھو کے کیسے پاتا
مری زندگی کا حاصل، مری زیست کی کمائی

یہ ہے رمز کیا جتا دے، یہ ہے راز کیا بتا دے
تو ہے جب کہ ساتھ میرے مجھے کیوں غمِ جدائی

ترا کام ہے جلانا مرا کام اُف نہ کرنا
ترا رُخ چراغِ روشن مرے جان و دل فدائی

میں ابو نصر کا صاحبؔ ہوں غلام ایک ادنیٰ
میں کروں جو مدح اُن کی وہ ہو میری خودستائی

حسرتِ دید نے جب جانبِ طیبہ دیکھا
دل میں اک نور سا آنکھوں میں اُجالا دیکھا

خواب میں دیکھ کے سرکارِ دو عالم کے قدم
ہم نے تعبیر میں دربارِ مدینہ دیکھا

خاکِ پاکِ درِ اقدس سے جُدا ہوں اب تک
بختِ بیدار نے کیا خواب ادھورا دیکھا

شاید اس واسطے آنکھوں نے بصارت کھودی
ان گنہ گاروں نے سرکارؐ کا جلوہ دیکھا

حشر کی دھوپ کا باقی نہ رہا خوف و خطر
ہم نے دامانِ رسالت کا جو سایہ دیکھا

جاں بلب روز مجھے تشنہ لبی رکھتی ہے
مَیں نے زم زم کا کنواں جب سے ندیا دیکھا

کیا اثر نام محمدؐ میں نہاں ہے یارب
دیکھا جس کو بھی اسی نام کا شیدا دیکھا

رحم آ ہی گیا صاحبؔ یہ تری رحمت کو
جب گنہگار کا اترا ہوا چہرہ دیکھا

۹ ؍ جولائی ۱۹۸۲ء

قطعۂ تاریخ گلستانِ حمد و نعت و منقبت

از الحاج خواجہ معین الدین بزمیؔ فدائی

گلستانِ حمد و نعت و منقبت
واہ کیا دیوان صاحبؔ کا چھپا
طبع کی تاریخ بزمیؔ نے لکھی
حمد و نعت و منقبت علم و فا

۱۴۰۳ھ

صاحب حیدرآبادی کی دیگر تصانیف

۱۔ سخن در سخن رُباعیات و قطعات مطبوعہ ۱۹۷۱ء

۲۔ اُفق در اُفق رُباعیات مطبوعہ ۱۹۷۴ء

۳۔ انجمن در انجمن رُباعیات و قطعات مطبوعہ ۱۹۷۹ء

۴۔ جوہرِ اندیشہ غزلیات، نظم وغیرہ مطبوعہ ۱۹۷۹ء

۵۔ فیوضاتِ فدائی (تالیف) مطبوعہ ۱۹۸۲ء

زیرِ ترتیب/طبع شدنی

۶۔ جنوبی ہند اور دکن میں رباعی گوئی (تذکرۃ الشعراء) تالیف

۷۔ کاروان در کاروان منظوم تراجم

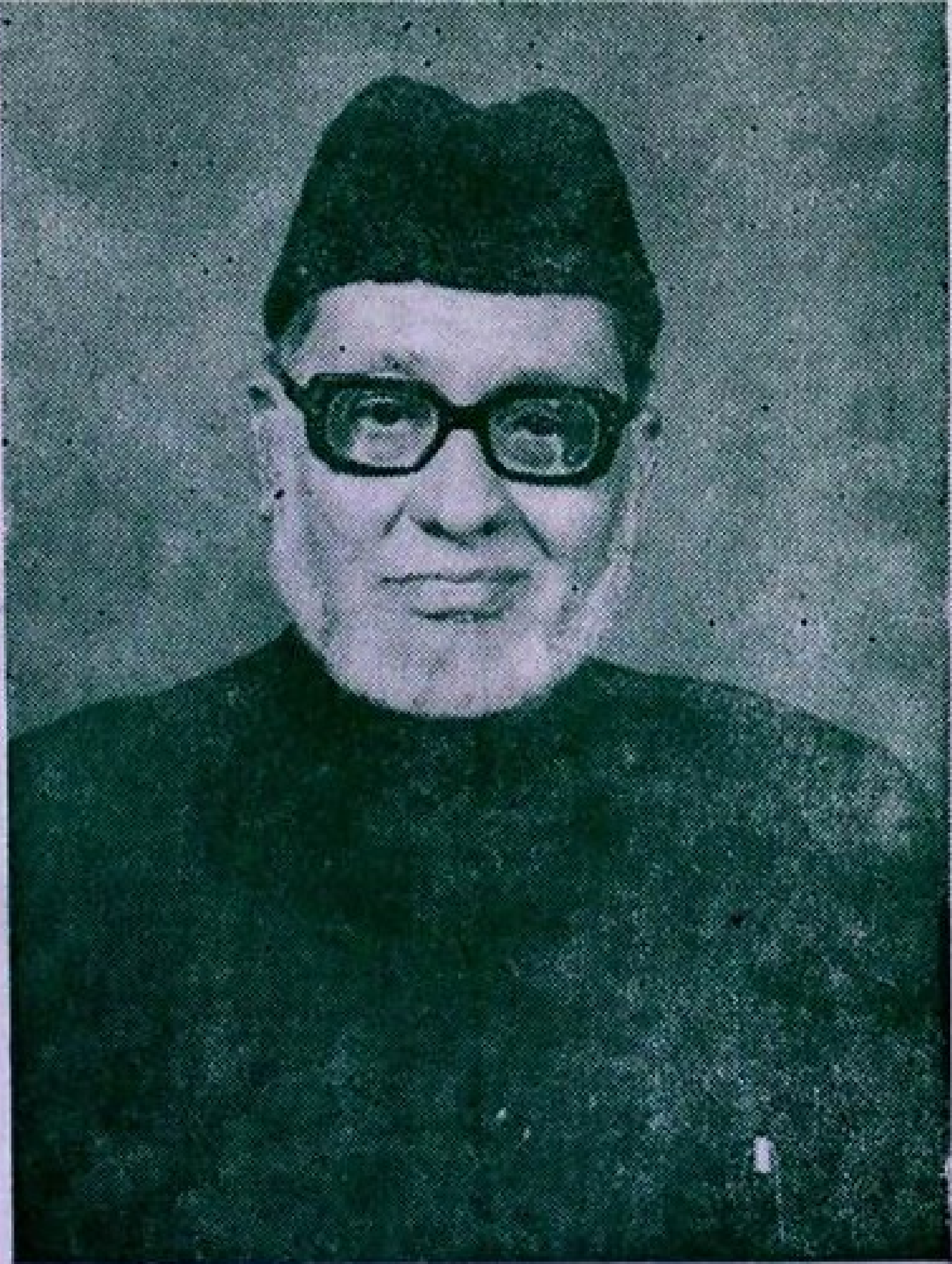
۸۔ زبانِ شمع غزلیات

۹۔ آتشِ بے نام غزلیات

۱۰۔ ولا اکیڈیمی (ایک جائزہ) تالیف

۱۱۔ سلسلہ در سلسلہ رُباعیات و قطعاتِ تاریخ

۱۲۔ نگارشاتِ صاحب حیدرآبادی ادبیات (نثر)



سید مظفرالدین خان صاحب حیدرآبادی

پیدائش ۱۹۱۸ء

تصویر ماہ نومبر ۱۹۸۲ء

گلستان حمد و نعت و منقبت چھٹی پیشکش
باعیات قطعات، قطعات تاریخ اور غزل کے مجموعے
چھپ کر منظر عام پر آچکے میں۔

ٹائیٹل
انتخاب پریس